ابنِ صفی

57

عمران سیریز



بحری یتیم خانہ

عمران سیریز نمبر 57

بحری یتیم خانہ

(مکمل ناول)

پیشرس

بحری یتیم خانہ ملاحظہ فرمائیے۔ وہ سب مل کر سازش کرتے ہیں۔ ظالم اور مظلوم دونوں سازشی۔ لیکن دیکھئے کہ عمران کس چابکدستی سے اس سازش کا پردہ چاک کر دیتا ہے۔

آپ کو یہ ایک سیدھی سادی کہانی لگے گی۔ آخیر میں آپ محسوس کریں گے کہ کہانی کی تشکیل میں ٹوٹل بلائینڈ ٹیکنیک بروئے کار لائی گئی ہے!"

اچانک ایک بڑے راز سے پردہ اٹھتا ہے، جس کی سن گن بھی کہانی کی ابتداء میں ملنی مشکل ہے!

اس کوشش میں کہ آپ کو ہر بار نئے انداز کی کہانی دوں کبھی کبھی آپ کو مجھ سے شکایت بھی ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر بعض حضرات کو پچھلی کتاب "ریگم بالا" کا اختتام "زوردار" نہیں لگا.... نہ لگا ہو۔ لیکن آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ اختتام کا انداز نیا تھا۔ یہی بات آپ اس کتاب کے اختتام میں بھی پائیں گے، ویسے اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ مجرم اور سراغرساں کی "کشتی" دیر تک جمے تو یہ بعض حالات میں فنی نقطۂ نظر سے مناسب نہیں ہوتا۔ اس کا دارومدار حالات پر ہے!

ریگم بالا پڑھ کر ایک صاحب نے مجھے لکھا تھا۔ آخر زیرو لینڈ کی بڑی ہستیاں عورتیں ہی کیوں ہیں؟ مرد کیوں نہیں؟ گذارش ہے

کہ جب عورتوں سے کام نکلتا ہو تو حتیٰ الامکان "صورت حرام" مردوں سے گریز ہی کرنا چاہئے۔

دوسرے صاحب نے "اسلامی سوشلزم" اور "خالص سوشلزم" کا فرق پوچھا ہے۔ بھائی کسی سیاست داں سے پوچھئے.... میں تو ایک عام آدمی کی حیثیت سے اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اسلامی سوشلزم کے تحت چار شادیاں کی جاسکیں گی۔ (خالص سوشلزم اس کی اجازت نہیں دیتا) اور "خاندانی منصوبہ بندی" کی صورت یہ ہوگی۔

پہلی بیوی = لیڈی ڈاکٹر

دوسری بیوی = لکچرر

تیسری بیوی = سوشل ورکر

چوتھی بیوی = مڈوائف

اگر سوشل ورکر بیوی اتفاق سے وزیر بن گئی تو پھر شوہر کی اقتصادی حالت کا کیا پوچھنا۔ ہاں تو میری دانست میں "عورت" ہی سب سے بڑی "دولت" ہے اور اسکی تقسیم ایسی ہی منصفانہ ہونی چاہئے۔

اگر آپ میرے اس جواب سے مطمئن نہ ہوں تو سیاست دانوں سے رجوع کیجئے۔

فی الحال عمران کے بعد پھر عمران ہی آئے گا۔ لیکن زیرِ نظر ناول مکمل ہے! بھڑکنے کی ضرورت نہیں۔

ابن صفی

۱۴ر مارچ ۱۹۷۰ء



آج ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں کلاسیکی موسیقی کا پروگرام تھا۔

کلب کی تاریخ میں پہلی بار دیسی قسم کی محفل کا انعقاد ہونے جارہا تھا۔ بعض مستقل ممبروں نے اس کا اہتمام کیا تھا۔

استاد دلفگار نے ٹھمری شروع کی۔

نندیا.... آ.... آ.... آ.... تانن دیا۔

نندیا کاہے.... اے.... اے.... اے اے.... کاہے۔

نندیا کاہے مارے بول....

اور جو اس مصرعے کی تکرار شروع کی ہے تو عمران کو مزہ آگیا۔

تین منٹ بعد گھڑی دیکھی لیکن گاڑی اسی ایک مصرعے پر اٹکی نظر آئی۔

پانچ منٹ گذرے.... لیکن وہی ایک رٹ.... نندیا کاہے مارے بول۔

ساتویں منٹ پر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور استاد کے سامنے جا کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑ کر بڑی لجاجت سے بولا۔ "حضور اب آپ کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی .... آپ مجھے اپنی نندیا کا پتہ بتائیں.... ابھی دوڑ کر پوچھے آتا ہوں کہ کاہے مارے بول....!"

استاد نے پہلے تو اُسے حیرت سے دیکھا پھر سر منڈل پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے ان کی تنک مزاجی سارے شہر میں مشہور تھی۔ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ لہٰذا نندیا کا پیچھا چھوڑ کر انہوں نے عمران کا گریبان پکڑنے کی کوشش کی۔

لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے.... اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہوگیا.... عمران گھیر لیا گیا۔

"کون ہیں... صاحب آپ؟" ایک صاحب گرجکر آگے بڑھتے ہوئے بولے "یہ کیا بیہودگی۔!"

"ان کی نندیا.... میری بھی رشتے دار ہیں۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں اُن کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ پبلک مقامات پر ان کی توہین کرتے پھریں.... ترم خاں ہوں گے تو اپنے گھر کے ہاں....!"

"آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"جی نہیں....!"

"ارے یہ بہرام خاں حرام خاں کا کوئی گرگا ہے حرامی....!" استاد دہاڑے۔

"آپ غلط کر رہے ہیں جناب!" عمران بڑے ادب سے بولا۔ "میں آپ کی نندیا کا سالا ہوں۔!"

"دھکے دے کر باہر نکال دو....!" کوئی اور گرجا۔

"بڑے دیکھے ہیں نکالنے والے.... کوئی ہاتھ لگا کر تو دیکھے۔!"

اتنے میں منیجر بھی آپہنچا.... اور عمران کی شکل دیکھی تو بُری طرح بوکھلا گیا۔

"کیا بات ہے جناب عالی....!" وہ گڑگڑایا۔

"باجہ بجا بجا کر میری عزیزہ کی توہین کی رہے ہیں جناب....!" عمران نے استاد کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ابے جاتا ہے کہ بتاؤں....!" استاد اُس پر جھپٹے.... لیکن منیجر بیچ میں آتا ہوا بولا۔ "صبر کیجئے جناب.... صبر کیجئے۔!"

اور پھر اس نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دفتر کی طرف چل پڑا۔ عمران مڑ مڑ کر استاد کو قہر آلود نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

دو تین آدمی اور بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ان میں ایک قوی ہیکل غیر ملکی بھی تھا۔ وہ سب منیجر کے دفتر میں داخل ہوئے۔

کچھ لوگ باہر ٹھہرے تھے اور زور زور سے کہہ رہے تھے۔ "پولیس کے حوالے کرو۔!"

منیجر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

"اب بتایئے کیا بات ہے....!" منیجر نے پوچھا۔

"بتا تو چکا ہوں....!"

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ اپنے وعدے پر قائم نہیں رہے۔!"

"کیسا وعدہ....؟"

"آپ نے پچھلی بار وعدہ کیا تھا کہ آئندہ آپ یہاں محتاط رہیں گے۔!"

"اے تو اپنے رشتے داروں کی توہین برداشت کرتا رہوں۔!"

"کیا بات تھی....؟" دفعتاً غیر ملکی نے پوچھا۔

عمران مڑ کر اُسے بتانے لگا کہ موسیقار کیا گا رہا تھا۔

"نیندیا کیا چیز ہے....؟" غیر ملکی نے سوال کیا۔

"شوہر کی بہن کو کہتے ہیں مقامی زبان میں....!"

"اس کے شوہر کی بہن....؟" غیر ملکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اتنی بڑی مونچھیں بھی رکھتا ہے اور شوہر بھی رکھتا ہے.... جھوٹا کہیں کا.... ہونہہ۔!" غیر ملکی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اور اب یہ لوگ مجھے پولیس کے حوالے کر دینا چاہتے ہیں۔!" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"اوہو.... تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں....! تم میرے ساتھ چلو.... کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔!"

لوگ باہر سے دروازہ پیٹ رہے تھے.... غیر ملکی نے منیجر سے کہا۔ "میں بہت سخت گیر آدمی ہوں.... ان لوگوں سے کہو چلے جاؤ.... میری پناہ میں آیا ہوا کوئی بھی آدمی ہر حال میں محفوظ رہتا ہے۔!"

"اگر میں نے دروازہ کھولا تو وہ سب اندر آجائیں گے۔!" منیجر بولا اور ان تین آدمیوں نے بیک وقت بولنا شروع کر دیا.... جو اس کے ساتھ آئے تھے۔

"یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں....!" غیر ملکی نے عمران سے پوچھا۔

"یہ لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ مجھے پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔!"

"بکواس کرتے ہیں.... تم بے فکر رہو....!" غیر ملکی بولا۔ اس نے شراب پی رکھی تھی۔

"اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

ادھر منیجر فون پر کاؤنٹر کلرک سے کہہ رہا تھا۔ "دوبارہ محفل جمانے کی کوشش کرو.... شرارت کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔ استاد دلفگار کے دشمنوں سے نپٹ لیا جائے گا۔ یہ کلب کے وقار کا سوال ہے۔!"

عمران غیر ملکی کو بتانے لگا کہ وہ فون پر کیا کہہ رہا ہے۔

"تم فکر نہ کرو... بالکل فکر نہ کرو....!" وہ عمران کا شانہ تھپک کر بولا۔ "اب میں نے بھی تمہیں اپنی عزت کا سوال بنالیا ہے.... میں ایک خوف ناک آدمی ہوں.... یہ لوگ ابھی دیکھیں گے۔!"

دوسرے اس کے تن و توش سے پہلے ہی مرعوب نظر آرہے تھے.... اس لہجے میں گفتگو سنی تو بغلیں جھانکنے لگے۔

منیجر فون کا ریسیور کریڈل پر رکھ کر ان کی طرف مڑا تو اس کے ہونٹوں پر بڑی دلآویز مسکراہٹ تھی.... اس نے کہا۔ "حکمت عملی.... آپ دونوں بُرا نہ مانیں.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ ڈائننگ ہال میں اس قسم کا اعلان کرا کے موسیقی کا سلسلہ دوبارہ جاری کرادیا جائے۔!"

"اچھا.... اچھا یہ بات ہے۔!" غیر ملکی ہنسنے لگا اور تینوں مقامی آدمی کچھ بڑبڑائے تھے اس پر منیجر نے کہا۔ "حضرات بات بڑھانے سے کیا فائدہ استاد بہرام کے گرگوں کو کون نہیں جانتا.... میں اپنے کلب میں توڑ پھوڑ ہرگز پسند نہیں کروں گا۔!"

عمران اُسے آنکھ مار کر مسکرایا۔

"ہم باہر جانا چاہتے ہیں....!" تینوں میں سے ایک بولا۔

"ضرور تشریف لے جایئے، لیکن خدارا امن پسندی کا ثبوت دیجئے گا۔ آپ کو کلب کے خیر اندیشوں میں سمجھتا ہوں۔!"

وہ کچھ نہ بولے۔

منیجر نے دروازہ کھولا.... باہر کچھ لوگ موجود تھے.... انہوں نے بھی اندر گھسنا چاہا.... لیکن غیر ملکی.... جھپٹ کر ان کی راہ میں حائل ہو گیا۔

"گٹ بیک.... گٹ بیک....!" وہ دہاڑا۔ "قانونی کارروائی ہو رہی ہے چلے جاؤ۔!"

وہ پیچھے ہٹتے چلے گئے اور ان تینوں کے باہر نکل جانے کے بعد غیر ملکی نے دروازہ بند کر کے

بولٹ کر دیا۔

اب وہ تینوں خاموش کھڑے تھے.... دفعتاً منیجر نے غیر ملکی سے پوچھا۔

"کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔!"

"ہاں جانتا ہوں....!"

"تو پھر ٹھیک ہے....!"

وہ پھر خاموش ہوگئے.... تھوڑی دیر بعد عمران بولا۔ "اب استاد گا رہے ہوں گے۔" "میں کا کروں رام، مجھے بڑھا مل گیا۔!"

"آپ بعض اوقات سچ مچ حد سے گذر جاتے ہیں.... وہ تو کہئے کہ استاد بہرام خاں والا حربہ کارگر ہوا ورنہ قیامت آجاتی۔!"

"خواہ میری جان چلی جائے، لیکن میں ابابیلی مونچھوں کے پیچھے سے نسوانی آواز ہرگز نہ سنوں گا۔ غضب خدا کا اب مردوں کے بھی نندیا ہونے لگی.... کل ایک مونچھ والے کو گاتے سنا تھا، سیاں نے انگلی مروڑی رے رام قسم شرما گئی میں۔!"

"اللہ آپ پر رحم کرے....!" منیجر نے ٹھنڈی سانس لے کر بے بسی سے کہا۔

"اگر تم لوگ انگلش میں گفتگو کرو تو بہتر ہے۔!" غیر ملکی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "مجھے الجھن ہو رہی ہے۔!"

"کوئی خاص بات نہیں ہے جناب....!" منیجر خشک لہجے میں بولا۔

"نہیں....!" غیر ملکی پیر پٹخ کر بولا۔ "میری موجودگی میں گفتگو انگریزی ہی میں ہو گی۔!"

"اچھا.... تو سنئے....!" منیجر بھنا گیا۔ "آپ ان صاحب کے بارے میں کیا جانتے ہیں۔!"

"میں تو.... ہاں تم کیا بتانا چاہتے ہو۔!"

"میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دوسروں کو چڑھانا ان حضرت کی ہابی ہے۔!"

عمران کے چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برس گئے.... غیر ملکی نے اس کی طرف دیکھا اور اس طرح پلکیں جھپکائیں.... جیسے اُسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... منیجر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

ریسیور رکھ کر اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔

"کیا بات ہے...!" غیر ملکی نے پوچھا۔

"پپ... پولیس...!"

"اوہو... اچھا...!" غیر ملکی کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"پولیس کا مطلب یہ ہے کہ حمایتی کا وجود لوگوں کو گراں گذرا ہے... میرے خدا... وہ لوگ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم پرواہ نہ کرو...!" غیر ملکی نے پتلون کی جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر کھولتے ہوئے کہا۔ "یہ شخص ہمیں بحفاظت کسی دروازے سے باہر نکال دے گا۔!"

"کک... کیا... مم... طلب...؟"

"میں کہہ رہا ہوں ہمیں اس طرح باہر نکال دو کہ اُدھر والوں کو نہ معلوم ہو سکے۔!"

"لیکن... لیکن...!"

"شٹ اپ...!" اس نے چاقو والے ہاتھ کو جنبش دی۔

منیجر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا... عمران کا چہرہ اس وقت کسی ایسے بچے کے چہرے کی طرح کھل اٹھا تھا جس کی کوئی پسندیدہ شرارت عمل میں لائی جانے والی ہو۔!

منیجر کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی تھی... وہ اپنی پشت والے دروازے کی طرف مڑا۔

پھر جب وہ تینوں اس دروازے سے گذر چکے تو کسی نے دفتر والے دروازے پر دستک دی۔ لیکن غیر ملکی منیجر کو آگے بڑھائے لیتا چلا گیا۔

یہ غالباً کلب کا گودام تھا جس کا ایک دروازہ عمارت کی پشت پر کھلتا تھا۔

اس طرح وہ دونوں باہر نکل سکے۔

"تمہاری اپنی گاڑی ہے...؟" غیر ملکی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں...! میں ٹیکسی سے آیا تھا۔!"

"یہ اچھی بات ہے ورنہ شائد ہم اس وقت پارکنگ شیڈ تک نہ جا سکتے۔!"

عمران احمقانہ انداز میں اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا۔

"اور اب میں تفریح کرنا چاہتا ہوں... مجھے کسی اچھی سی تفریح گاہ میں لے چلو...!" غیر

ملی نے کہا۔

"کس قسم کی تفریح پسند فرمائیں گے، جناب عالی....!" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"میرا نام برجر ہے.... ایڈولف برجر.... میری تفریح.... چھلکتی ہوئی آگ ہے.... بھڑکتی ہوئی آگ نہیں.... فرق سمجھتے ہو نہ....!" وہ عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"چھلکتی آگ.... بھڑکتی آگ.... فرق....!" عمران سر کھجانے لگا۔

وہ قہقہہ لگا کر بولا۔ "نہیں سمجھے.... چھلکتی آگ بوتلوں میں بند ہوتی ہے.... اس سے دماغوں میں اجالا پھیلتا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا....!" عمران نے بھی ہنس کر کہا۔ "میں سمجھ گیا واٹر بری کمپاؤنڈ....!"

"گدھے ہو....! میں شراب کی بات کر رہا تھا۔!"

"ارے باپ رے....!"

"کیا کہا....؟"

"کچھ نہیں.... مطلب یہ کہ پھر کسی بار میں چلیں۔!"

"ہاں ہاں.... تم کون سی پیتے ہو۔!"

"میں تو ابھی دودھ پیتا ہوں....!"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مجھے تنہا پینی پڑے گی....!" وہ غصے سے پیر پٹخ کر بولا۔ "تم لوگ معلوم نہیں کیوں شراب سے نفرت کرتے ہو۔!"

"بہت مہنگی آتی ہے.... افورڈ نہیں کر سکتے.... فی کس آمدنی....!"

"شٹ اپ.... سیاست پر بور نہ کرنا.... تمہارے یہاں تو کتے کا پلا بھی سیاست بھونک سکتا ہے.... میں اچھی طرح جانتا ہوں.... لیکن مجھے سیاست سے نفرت ہے۔ عورت، شراب اور پیٹ بھر روٹی کے علاوہ دنیا کی کوئی چوتھی چیز میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی۔!"

"بجا ارشاد ہے....!"

"چلو....!" وہ اُسے دھکا دے کر آگے بڑھاتا ہوا بولا۔ "گھبراؤ نہیں میں تمہاری جیب پر بار نہیں ڈالوں گا۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"آداب والقاب اپنے پاس رکھو.... میں برجر ہوں....!"

"بہت اچھا برجر....!" عمران کا لہجہ سعادت مندانہ تھا۔

وہ اسے ایک اچھے بار میں لے گیا اور برجر کسی بلانوش کی طرح شراب پیتا رہا۔

عمران خاموش بیٹھا اُسے ایسے انداز میں دیکھے جارہا تھا جیسے وہ شراب پی چکنے کے بعد اُس کے بہتر مستقبل کے لئے دعائیں دے گا۔

دفعتاً برجر نے اس سے پوچھا۔ "تم کیا کرتے ہو....؟"

"بس یہی سب کچھ کرتا پھرتا ہوں....!"

"کوئی ڈھنگ کا کام کیوں نہیں کرتے....؟"

"جو کام مجھے آتا ہے اس کی کوئی آسامی فی الحال کہیں خالی نہیں ہے۔!"

"مجھے بتاؤ.... کیا کام کرسکتے ہو....!"

"میں نے ریڈیو آفیسر کا کورس کیا تھا.... پھر چھ ماہ کی ٹریننگ لی.... لیکن سب بیکار....!"

برجر کا منہ متحیرانہ انداز میں کھلا ہوا تھا اور آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے غیر متوقع طور پر کوئی خزانہ ہاتھ آگیا ہو۔

عمران اپنی دھن میں کہتا رہا۔ "ایک بیکار اور کیا کرسکتا ہے.... ادھر اُدھر بیٹھ کر وقت گذاری بھی نہ کرے تو پاگل ہو جائے۔!"

پھر خاموش ہو کر اُس نے برجر کی حالت دیکھی اور احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

برجر اب بھی منہ پھاڑے بیٹھا تھا اور اب اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے تاثرات تھے جیسے وہ اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کررہا ہو۔!

اچانک وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔!"

"سچ....؟ کیوں نہیں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مائی لیڈ....!" وہ ہاتھ بڑھا کر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "تم خوش نصیب ہو کہ مجھ سے اس طرح ملاقات ہوگئی؟"

عمران نے پہلے تو احمقانہ انداز میں دانت نکالے پھر سنجیدہ صورت بنا کر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یوں نہ دیکھو....!" برجر سر ہلا کر بولا۔ "یہ نشے کی ترنگ نہیں ہے۔! اس نشے کو میں ہمیشہ

ترستا ہوں.... جو عقل و خرد سے بیگانہ کردے میں ہوش میں ہوں پیارے لڑکے! بس یہ سمجھ لو کہ تمہیں کام مل گیا۔!"

"یعنی کہ کس کام....!"

"یعنی.... کل تم اپنے کاغذات لے کر اس پتہ پر پہنچ جاؤ....!" اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر پرس نکالتے ہوئے کہا۔ پھر پرس سے ایک کارڈ نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیا۔



جولیانا کار میں صفدر کی منتظر تھی اور یہ کار سڑک کے کنارے فٹ پاتھ سے لگا کر اسطرح کھڑی کی گئی تھی کہ یہاں سے روانگی کے وقت اُسے سڑک پر لانے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔!"

کچھ دیر بعد صفدر آیا اور بڑی جلدی میں کار اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔ "وہ کامیاب ہو گیا ہے۔!"

کار سڑک پر اتر آئی تھی.... اور تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔

"چکر کیا ہے....؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اُسے ایڈولف برجر سے متعارف ہونا تھا۔!"

"لیکن تم کیا کرتے رہے....!"

"عمران نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس سے کچھ فاصلے پر رہوں۔!"

"ٹپ ٹاپ میں کسی قسم کا ہنگامہ ہوا تھا کیا....؟"

"ہاں.... اور اُس کے ذمہ دار بھی وہی حضرت تھے....! کلاسیکل میوزک میں ٹانگ اڑا دی تھی.... ہنگامہ برپا ہو گیا.... لیکن....!"

"لیکن کیا....؟"

"اگر وہ آدمی ایڈولف برجر عمران کا حمائتی نہ بن گیا ہوتا تو ہاتھا پائی کی نوبت بھی آجاتی۔!"

"میں پوچھ رہی ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ میرا کیا مصرف ہے.... مجھے کیوں ساتھ لایا گیا تھا۔!" جولیا کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"یقین کرو.... میں نہیں جانتا.... عمران کی تجویز تھی۔!"

"اب ہمیں کہاں جانا ہے۔!"

"سائیکو مینشن....!"

جولیا خاموش ہو گئی۔

صفدر نے بائیں ہاتھ سے سگریٹ سلگایا اور بولا۔"جس کام کی ابتداء عمران کے ہاتھوں ہوتی ہے وہ بے سر وپا ہی معلوم ہوتا ہے۔!"

"اور شریک کار خود کو احمق سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔!" جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

وہ ہنس کر چپ ہو رہا اور جولیا بڑبڑاتی رہی۔"میں سمجھتی تھی کہ ایکس ٹو کوئی بیدار مغز آدمی ہے لیکن مجھے بڑی مایوسی ہوئی ہے اُسے عمران جیسے آدمی پر اس حد تک اعتماد نہ کرنا چاہئے۔!"

"محترمہ.... ابھی تک تو اُس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگی۔!" صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"تم بھی احمقوں کی جنت کے باشندے معلوم ہوتے ہو....!"

"کچھ بھی سمجھو....! عمران بے مثال ہے۔!"

"آج کے شیئر مارکیٹ کا حال سناؤ....!" جولیا بیزاری سے بولی۔

صفدر کی ہنسی تلخ تھی.... اُس نے سگریٹ باہر پھینکتے ہوئے کہا۔"تنویر نے شاعری شروع کر دی ہے۔!"

"تم پرانے کوٹ بیچا کرو....!"

"آخر تم عمران سے خفا کیوں ہو....؟"

"میں کسی سے بھی خفا نہیں ہوں.... مجھے ایکس ٹو کا طریق کار پسند نہیں ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"اب اُس کے احکامات ہمیں عمران کے توسط سے ملتے ہیں۔!"

"اوہو.... تو یہ بات ہے....؟ تمہاری نیابت ختم ہو گئی.... ورنہ اس سے پہلے تم ایکس تھری تھیں۔!"

"تم غلط نہیں کہہ رہے....!"

"لیکن اب بھی کبھی کبھی تمہارے ہی توسط سے ایکس ٹو کے احکامات ہم تک پہنچتے ہیں۔!"

"پوری ٹیم میں تمہارے علاوہ اور.... کوئی اُسے پسند نہیں کرتا۔!"

"میرے علاوہ بھی ایک فرد ایسا ہے....!" صفدر مسکرا کر بولا۔

جولیا نے اس فرد کے متعلق استفسار نہیں کیا تھا۔

پھر خاموشی سے وہ سائیکو مینشن جا پہنچے تھے۔ وہاں سب سے پہلے انہیں آپریشن روم میں جانا تھا۔

ٹیلی فون سے منسلکہ ٹیپ ریکارڈر پر کسی پیغام کا نشان موجود تھا.... صفدر نے اس کا سوئچ آن کر کے ٹیپ کو ایک مخصوص نشان تک ریوائنڈ کیا.... اور پھر چند لمحوں کے بعد ایکس ٹو کی آواز سنائی دی۔!"تم دونوں کا کام ختم ہو گیا.... عمران سے دور رہنا۔!"

ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آف کر کے صفدر جولیا کی طرف مڑا وہ بُرا سا منہ بنائے کھڑی تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا۔!"

"کیا نہیں سمجھ سکتے....؟"

"یہی کہ اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے....!"

"میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی۔!" جولیا نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔



دوسرے دن عمران.... رو آنا شپنگ ایجنسی کے دفتر میں دکھائی دیا۔ پچھلی رات ایڈولف برجر نے یہیں کا پتہ دیا تھا.... ایجنٹ نے برجر کا کارڈ دیکھ کر خاصی آؤ بھگت کی اور پوچھا۔

"کاغذات آپ لائے ہیں۔!"

"جی ہاں....!" عمران نے سبز رنگ کا ایک فائیل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایجنٹ فائیل کی ورق گردانی کرتا رہا.... اتنے میں فون کی گھنٹی بجی.... ایجنٹ نے فائیل کے ایک صفحے پر نظر جماتے ہوئے ریسیور اٹھالیا۔

"اوہ یس پلیز....!جی ہاں.... وہ صاحب آگئے ہیں۔!"

کاغذات مطمئن کر دینے والے ہیں....!ہاں.... ہاں.... عملی تجربے کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں.... ہوں.... ہوں.... بہت بہتر.... میں پاس بنوائے دیتا ہوں۔!"

ریسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"آپ کا کام ہو گیا جناب....!" اُس نے کہا۔ "کچھ دیر بعد آپ کو پاس مل جائے گا.... اور آپ ایس ایس لیونا، پر تشریف لے جاسکیں گے۔!ایڈولف برجر ہی آپ سے مزید معاملات پر گفتگو کریں گے۔!"

گیارہویں برتھ پر جہاز لیونا لنگر انداز تھا.... گودی میں داخلے کا پاس مل جانے کے بعد

عمران جہاز پر پہنچا۔

ایڈولف برجر نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔

"میں اس جہاز کا مالک ہوں....!" اُس نے عمران سے کہا۔

"اُوہ....!" عمران نے مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کیا۔

عمران نے کاغذات کا فائیل پیش کرنا چاہا۔

"نہیں....!اس کی ضرورت نہیں....!" برجر اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ ایجنٹ مطمئن ہے تو میں دیکھ کر کیا کروں گا.... چلو تمہیں تمہارا کیبن دکھادوں۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں۔!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اسکی ضرورت نہیں!ہم دونوں دوست ہیں... چلو میں پہلے تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں۔!"

"ارے محبوبہ بھی ہے آپ کے پاس....!" عمران نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں....!"

"تب تو آپ بڑے خوش قسمت ہیں....!"

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا....!" برجر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ پھر چونک کر بولا۔ "نہیں!پہلے میرے ساتھ آؤ....!"

وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کیبن میں لایا.... یہاں چاروں طرف الماریوں میں شراب کی بوتلیں چنی ہوئی تھیں۔

"یہ بہت بُری بات ہے کہ تم نہیں پیتے....!" برجر بولا اور اپنے لئے ایک بڑے سے گلاس میں شراب انڈیلنے لگا.... عمران خاموشی سے کیبن کا جائزہ لیتا رہا۔

برجر نے شراب نوشی شروع کردی تھی.... کچھ دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ اگر مجھے غصہ نہ دلایا جائے تو بہت نیک اور بیوقوف آدمی ہوں.... صرف غصے کی حالت میں میری ذہانت بیدار ہوتی ہے۔ میں عنقریب تمہیں اپنا ایک ایسا ہی ذہانت سے بھرپور کارنامہ دکھاؤں گا۔ جو شدید غصے کی حالت میں سرزد ہوگیا تھا۔ عمران سنتا اور مؤدبانہ سر ہلاتا رہا۔

"تم بھی تو کچھ بولو....!" برجر میز پر ہاتھ مار کر غرایا۔

"مم.... میں کیا بولوں جناب....؟ مجھے غصہ آتا ہی نہیں....!"

"کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے....!"

"نہیں....!"

"اسی لئے غصہ نہیں آتا....!"

"شادی.... اور غصہ....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"شادی کے بغیر نہیں سمجھ میں آئے گی یہ بات اس لئے.... شٹ اپ....!"

"بہت بہتر جناب....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

وہ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا تھا۔ پھر مسکرا کر بولا۔ "میری ایک پریشانی ختم ہو گئی.... لیکن ابھی ایک باقی ہے۔!"

"میری شادی....؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"بکومت....!" وہ میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔

"بہت بہتر جناب....!"

"پہلی دشواری یہ تھی کہ میرا وائرلیس آفیسر ملازمت چھوڑ گیا تھا یہ دشواری اس طرح رفع ہوئی کہ اچانک تم مل گئے۔!"

عمران نے فخریہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ دوسری دشواری کیا ہو سکتی ہے۔!"

"آپ کی محبوبہ جناب....!"

"شٹ اپ.... کیا بکواس ہے....!"

"دوسری محبوبہ...." عمران نے خوش ہو کر پہیلی بوجھی۔

"دوسری، تیسری، چوتھی.... دس بھی ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے.... دس ہزار محبوبائیں بھی میرے لئے کسی قسم کی دشواری نہیں بن سکتیں۔!"

"تب پھر مجھے افسوس ہے جناب....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"جہنم میں جائے....!" برجر میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "دوسری دشواری بھی کسی نہ کسی طرح رفع ہو جائے گی.... تم اپنے مینڈک جیسے دماغ پر زور نہ ڈالو....!"

"میں نے سنا ہے کہ انڈونیشیا میں ہرن کے برابر مینڈک پائے جاتے ہیں۔!"

برجر نے قہر آلود نظروں سے اُسے گھورا اور گھورتا ہی رہا۔ عمران خالی بوتل کو گھورے جارہا تھا۔

دفعتاً برجر میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔ "بڑے مینڈک کے برابر ہرن....!"

عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا ہکلایا۔ "نہ.... میں نے آج تک ہرن دیکھا ہے.... اور نہ بڑا مینڈک....!"

برجر ہنس پڑا.... ہنستا ہی رہا.... پھر بولا۔ "بوتل میں نے خالی کی ہے.... اور نشہ تمہیں ہورہا ہے.... بہت اچھے ساتھی ثابت ہوسکتے ہو۔!"

چند لمحے خاموش رہ کر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میری بڑی خواہش ہے کہ کبھی تو مجھے نشہ ہوجائے۔!"

"نہیں ہوتا....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

برجر نے مایوسانہ انداز میں اپنے سر کو منفی جنبش دی۔

"میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کوئی شرابی محبوبہ بھی رکھتا ہو تو اُسے کسی وقت بھی ہوش میں نہ سمجھو....!"

"محبوبہ ہی کی وجہ سے تو مجھے نشہ نہیں ہوتا۔!" برجر بھنا کر بولا۔ "آئندہ کے لئے نوٹ کرو کہ بزرگوں کا ذکر میرے سامنے نہ کرنا وہ بیوقوف لوگ تھے۔!"

"بیوقوف تو ہم لوگ بھی ہیں....!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیوں....؟" برجر نے آنکھیں نکالیں۔

"یہ بیوقوفی نہیں تو اور کیا ہے کہ شراب پی کر بھی نشہ نہیں ہونے دیتے۔!"

"ہے تو بیوقوفی ہی....!" برجر حیرت سے بولا۔ "تم بہت عقل مند معلوم ہوتے ہو۔!"

"یہی سب سے بڑی علامت ہے بے وقوفی کی....!"

"کیا مطلب....؟"

"وہ اول درجے کا بے وقوف ہوتا ہے.... جو عقل مند معلوم ہو....!"

"جہنم میں جائیے.... چلو اٹھو....!" برجر اٹھتا ہوا بولا۔



صفدر نے جولیانا فٹنر واٹر کے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلنے میں کسی قدر تاخیر ہوئی تھی۔

"میں آج چھٹی پر ہوں....!" جولیا نے کسی قدر ناگواری کے ساتھ کہا۔

"کیا چھٹی میں بد اخلاق ہو جانا چاہئے۔!"

"چلو.... اندر آؤ....!" جولیا دروازہ کھلا چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گئی۔

صفدر اندر داخل ہوا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جولیا پچھلی رات ڈرائنگ روم میں سوئی ہو۔

صفدر بیٹھ گیا.... وہ اندر چلی گئی۔

واپسی پر اس کے ہاتھوں میں ناشتے کی ٹرے نظر آئی۔

"اوہ.... اتنی دیر سے ناشتہ کر رہی ہو۔!"

"ہاں تم بھی آؤ....!"

"شکریہ....! میں اس وقت ایک ضرورت سے آیا ہوں۔!"

"کیسی ضرورت....؟"

"مجھے ایک بیوی کی ضرورت ہے....!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں....!" جولیا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"تمہیں ایک شپنگ ایجنسی میں مسز صفدر کی حیثیت سے ملازمت کرنی ہے۔!"

"میں کہتی ہوں.... میرا دماغ نہ چاٹو.... پہلے ہی سے کافی پریشان ہوں۔!"

"خیر.... تم اپنی پریشانی بھی مجھے بتا سکتی ہو....!"

"اس زندگی سے تنگ آچکی ہوں.... کوئی لمحہ اپنا نہیں ہے۔!"

"بہت پرانی بات ہوئی....!"

"اچھا بس....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "کم از کم مجھے سکون سے ناشتہ تو کر لینے دو۔!"

صفدر نے شلف سے ایک کتاب نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

وہ ناشتہ کر چکی تو صفدر نے بھی کتاب صوفے پر ڈال دی اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہارے جانے کے بعد سے صبح پانچ بجے تک آپریشن روم میں بیٹھی رہی تھی۔!" جولیا بولی۔

"کوئی نئی بات....؟"

"ایکس ٹو کی کال کا انتظار کرنا تھا۔!"

"لیکن ریکارڈ کئے گئے پیغام میں تو کوئی ایسی بات نہیں تھی۔!"

"تمہارے جانے کے بعد اس نے فون پر مجھ سے کہا تھا کہ وہیں رک کر اس کی دوسری کال کا انتظار کروں۔!"

"چلو تمہاری یہ شکایت تو رفع ہو گئی کہ اب تم ہماری انچارج نہیں رہیں۔!"

"لیکن مجھے تو اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ملی کہ کہیں ملازمت کروں۔!" جولیا نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

"میں سمجھا.... شائد تم اس کی دوسری کال کا انتظار ہی کرتی رہی تھیں۔!" صفدر مسکرا کر بولا۔

"کال آئی تھی.... لیکن....!"

"لیکن کیا....؟"

"اب تم جا سکتی ہو....!"

صفدر ہنس پڑا اور جولیا اُسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گئی۔

"ہو سکتا ہے اُس نے اپنے حکم سے تمہیں میری بیوی بنانا پسند نہ کیا ہو۔!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔!"

صفدر سگریٹ سلگانے لگا تھا.... پھر اُس نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور بولا۔ "وقت کم ہے.... ہدایات سنو.... رو آنا شپنگ ایجنسی کے لئے ایک لیڈی اسٹینو کی ضرورت ہے، وہ لوگ کسی سفید فام عورت کے خواہاں ہیں.... بالمشافہ گفتگو پر اشتہار میں خاص طور پر زور دیا گیا ہے.... تم وہاں جانا اپنا کارڈ بھجوانا.... کارڈ کی پشت پر تحریر کر دینا کہ تم ان کا اشتہار دیکھ کر ملازمت کے لئے آئی ہو۔!"

"میرے پاس کوئی ایسا کارڈ موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ میں کسی کی بیوی ہوں۔!"

"اس کی فکر نہ کرو.... میرے پاس ہے.... ایسا ایک کارڈ....!" صفدر مسکرا کر بولا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے وزیٹنگ کارڈ نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

کارڈ پر "جولیانا صفدر.....!" تحریر تھا اور صفدر کے مکان کا پتہ بھی۔

"یہ ناممکن ہے.....!" جولیا بڑبڑائی۔

"کیا ناممکن ہے.....!"

"میں اپنا فلیٹ نہیں چھوڑ سکتی۔!"

"ایکس ٹو کو اس دشواری کا علم بھی ہو گا..... اس لئے ممکن ہے کہ.....!" وہ جملہ پورا نہیں کرپایا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

جولیا نے ریسیور اٹھایا اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "یس سر.....!"

پھر وہ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سنتی رہی تھی اور اُسکے چہرے کا رنگ اڑ تا رہا تھا۔

پھر ریسیور رکھ کر اس نے خالی خالی آنکھوں سے صفدر کی طرف دیکھا اور پیر پٹخ کر بولی۔

"آخر اُس نے پچھلی رات مجھے آپریشن روم میں کیوں بٹھائے رکھا۔!"

"کس کی کال تھی.....؟" صفدر نے انجان بن کر پوچھا۔

جولیا نے جھلاہٹ میں ایکس ٹو کی پھنسی پھنسی آواز کی نقل اُتارنی شروع کر دی۔ "صفدر کی ہدایت پر فوراً عمل ہونا چاہئے..... اور اب تم اُسی کے ساتھ قیام کرو گی..... شپنگ ایجنسی کے دفتر سے واپسی پر صفدر ہی کی قیام گاہ پر جاؤ گی۔!"

صفدر ہنس پڑا..... جولیا بُرا سا منہ بنائے ہوئے اندر چلی گئی۔



برجر اور عمران شہر میں اِدھر اُدھر بھٹکتے پھر رہے تھے..... کبھی کسی تفریح گاہ کی طرف جا نکلتے اور کبھی کسی فٹ پاتھ پر اس طرح رک جاتے جیسے سوچ رہے ہوں کہ اب کہاں جانا چاہئے۔!"

برجر نے اس سے کہا تھا کہ تم ہر وقت خود کو ڈیوٹی پر سمجھو خواہ جہاز پر ہو خواہ شہر کے کسی شراب خانے میں۔

اس وقت وہ ایک چھوٹے سے بار میں رکے تھے اور برجر کاؤنٹر کے قریب کھڑا پی رہا تھا۔ اس کے پیچھے عمران تھا اور مسمسی صورت بنائے فرش کو تکے جا رہا تھا۔

دفعتاً برجر اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم ڈیوٹی پر ہو..... لہٰذا اپنے دل کے ریسیونگ آپریٹس پر میرے دل کی کال ریسیو کرو.....!"

عمران نے بائیں ہاتھ کی انگلی کان میں ڈالی اور دائیں ہاتھ کی دل پر رکھ کر ایسی شکل بنائی جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو۔

برجر اُسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "یہ کیا حرکت ہے....؟"

"کال ریسیو کر رہا ہوں.... پیغام ہے.... اب جہاز پر واپس چلو کہ رات آدھی سے زیادہ گذر چکی ہے۔!"

"تم بہت کاہل اور کام چور معلوم ہوتے ہو۔!"

"ریڈیو آفیسر کو سمندر میں مچھلیاں تو نہیں پکڑنی پڑتیں۔!"

"تم مجھ سے باتوں میں نہیں جیت سکتے.... سمجھے.... میں یہ رات جہاز میں نہیں گذارنا چاہتا.... میں بہت پریشان ہوں۔!"

"پریشانی کا سبب بھی تو نہیں بتاتے آپ.... شائد میں کسی کام آسکوں....!"

"چوبیس ہزار ڈالر....!" برجر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں نہیں سمجھا جناب عالی....!"

"جہاز یہاں چوبیس ہزار ڈالر کا مقروض ہے.... جب تک ادائیگی نہ ہو جائے ہم لنگر نہیں اٹھا سکیں گے۔!"

"کوئی پریشانی نہیں.... کل رات تک ہم چوبیس ہزار ڈالر کے نوٹ چھاپ سکیں گے...!" عمران نے بڑے عقل مندانہ انداز میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو....!"

"کل صبح سے کام شروع کر دیا جائے تو شام تک ختم ہو جائے گا۔!"

برجر اُسے گھورتا رہا پھر ہنس پڑا۔

"پھر میرے پینے سے تمہیں نشہ ہونے لگا.... خیر چلو جہاز پر ہی چلتے ہیں.... میں اب کم از کم تمہیں نہیں کھونا چاہتا۔!"

برجر نے کاؤنٹر پر شراب کی قیمت ادا کی اور وہ بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

"تمہیں اس کی پروانہ ہونی چاہئے کہ جہاز کب سیل کرتا ہے تمہاری تنخواہ تو آج سے لگ ہی گئی ہے.... تنخواہ کے علاوہ سو روپے یومیہ اُس وقت تک دوں گا جب تک کہ جہاز سیل نہیں کر جاتا۔!"

"آپ بہت نیک دل ہیں جناب.....!"

"لیکن میرا پلا ٹنر اتنا ہی زیادہ نالائق ہے!اس نے مجھے ابھی تک چوبیس ہزار ڈالر نہیں بھجوائے۔!"

"لیکن کیا آپ اس رقم کا انتظام اپنے سفارت خانے کے توسط سے بھی نہ کر سکیں گے۔!"

"سفیر میری اس بیوی کا رشتہ دار ہے جسے میں طلاق دے چکا ہوں۔!"

"اوہ.... تو وہ آپ کی مدد نہیں کرے گا۔!"

"تم ٹھیک سمجھے.....!"

"کیوں دے دی تھی طلاق.... نہ دی ہوتی تو آج وہ آپ کی مدد کرتا۔!"

"اچھا اب تم اپنی بکواس بند کرو.....!"

"آپ جو مجھے سو روپے یومیہ دے رہے ہیں اُس کے عوض آپ کو مفید مشورے ضرور دوں گا۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس سفیر سے کہئے کہ اب آپ کی شادی کسی دوسری رشتے دار سے کرادے۔!"

"الو.... ! واقعی تمہیں نشہ ہو گیا ہے.....!" برجر پھر بے ساختہ ہنس پڑا۔ لیکن جلدی ہی سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "اب میں تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں گا۔!"

"کل بھی آپ نے کہا تھا.... لیکن ملایا نہیں تھا۔!"

"وہ میری ذہانت کا شاہکار ہے۔!"

"بیوی کی موجودگی میں بھی آپ کوئی محبوبہ رکھتے ہیں۔!"

"بیوی کو طلاق دینے کے بعد خیال آیا تھا کہ اب محبوبہ کا بھی تجربہ کر لیا جائے۔!"

"تجربہ.....؟"

"ہاں.... بیوی کی زبان بہت تیزی سے چلتی تھی.....! اور میری کوئی دلیل اُسے مطمئن نہیں کر سکتی تھی.... میں پیارے پیارے میٹھے بول سننا چاہتا تھا.... لیکن اس کی زبان تو آگ برساتی تھی.... ایک دوست نے مشورہ دیا کہ تم رومانی ناول پڑھا کرو.... اس سے تمہیں تسکین حاصل ہوگی.... ان ناولوں کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ محبوبہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ سر تاپا محبت ہر وقت اس کی زبان سے نرم و نازک الفاظ کی بارش ہوتی رہتی ہے.... لہٰذا میں نے ایک عورت کو چاہا.... چھ ماہ تک وہ شاعری کرتی رہی.... پھر آہستہ آہستہ بیوی سے بھی بدتر ثابت ہونے لگی۔ بس پھر کیا تھا ایک دن مجھے غصہ آگیا اور میری ذہانت جاگ اٹھی.... میں نے اس کا

منہ بند کردیا.... تین سال سے وہ زبان نہیں ہلا سکی اب میں اُسے پوجتا ہوں۔"

"منہ کس طرح بند کردیا....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"پلاسٹک سرجری کرا کے دونوں ہونٹ جڑوا دیئے.... منہ کھول ہی نہیں سکتی۔!"

"کیا میں اس پر یقین کروں....!"

"دیکھ ہی لوگے....!"

"کمال ہے.... لیکن وہ کھانا کس طرح کھاتی ہے۔!"

"ناک سے....!"

"شاید اب آپ کو نشہ ہو رہا ہے.... جناب عالی۔!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"تم جھک مارتے ہو! میں ہوش کی باتیں کر رہا ہوں.... وہ ناک سے کھاتی ہے.... ایک ٹیوب ناک کے راستے حلق میں اتار دیا جاتا ہے جس کے ذریعے رقیق غذائیں اس کے معدے میں پہنچتی رہتی ہیں۔!"

"اگر آپ کا یہ بیان درست ہے جناب عالی تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپ محبت کے اسپیشلسٹ ہیں....! بلکہ آپ نے ہزار سال پرانی محبت کو نئی زندگی بخشی ہے۔!"

"سائنٹیفک زندگی کہو۔!"

"اس میں کیا شک ہے....؟"

"لیکن اس کے سلسلے میں بھی آج کل میں پریشان ہوں! اُس آدمی نے ملازمت چھوڑ دی ہے جو اس کی ناک میں ٹیوب چڑھایا کرتا تھا۔!"

"تو اب یہ خدمت کون انجام دیتا ہے....!"

"میں خود.... لیکن مجھے یہ کچھ اچھا نہیں لگتا۔!"

"کسی دوسرے کے سپرد کر دیجئے یہ کام....!"

"تم کر سکو گے....؟"

"میں نے آج تک کسی عورت کی ناک کو ہاتھ نہیں لگایا۔!" عمران کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اگر تم یہ کام کر سکو تو میں تمہیں ڈیڑھ ہزار کی بجائے تین ہزار دوں گا۔!"

"آپ صرف چھ بوتلیں یومیہ دینے کا وعدہ کیجئے تو میں ایک ایسے آدمی کا انتظام کر سکوں گا۔!"

"چھ بوتلیں یومیہ.... ؟ کیا مطلب....!"

"ایک سو اسی بوتل ماہانہ.... تنخواہ.... نیگرو ہے....!"

"نیگرو ہی تھا جو یہ خدمت انجام دیتا تھا...!" برجر بولا۔ "لیکن وہ اس کام سے تنگ آ گیا تھا۔!"

"کالے آدمیوں میں جمالیاتی حس تو ہوتی نہیں....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ شاعرانہ ڈیوٹی تھی اس لئے انجام نہ دے سکا.... لیکن میں جس نیگرو کا ذکر کر رہا ہوں.... لاجواب ہے۔! آپ اُسے بھی اپنے ایجنٹ کے ذریعے طلب کرا سکتے ہیں.... میں پتہ بتا دوں گا۔ جوزف نام ہے۔!"

"بہت اچھا.... بہت اچھا.... تم واقعی کام کے آدمی ہو....!" برجر اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔ "لیکن ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمہاری وجہ سے مجھے کسی موقع پر غصہ نہ آنے پائے۔!"

"میں کوشش کروں گا جناب عالی....!"

جہاز پر پہنچتے پہنچتے رات کے دو بج گئے....! برجر نے عمران سے کہا۔ "اس وقت تو وہ سو رہی ہو گی.... صبح ملوا دوں گا۔!"

"بہت بہتر جناب عالی.... غالباً آپ بھی سوئیں گے....!"

"ضروری نہیں....!"

"کیا مطلب....!"

"چلو شراب نوشی کے کیبن میں بیٹھیں۔!"

"چلئے.... جناب....!" عمران نے طویل سانس لی۔



عمران دن کے گیارہ بجے تک سوتا رہا تھا....! جاگا تو کوئی کیبن کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔ غالباً اسی کی آواز سے جاگا تھا۔ اٹھ کر دروازہ کھولا.... برجر سامنے کھڑا نظر آیا.... لیکن اُس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"سنو دوست....! تمہارا قدم بہت مبارک ثابت ہوا ہے....!" اس نے کہا۔ "فی الحال دس ہزار ڈالر دے کر جان چھڑائی ہے.... وہ لوگ مان گئے ہیں بقیہ چودہ ہزار ڈالر واپسی پر ادا کر دیئے جائیں گے۔!"

"یہ تو بہت اچھا ہوا جناب.... صبح بخیر....!"

"صبح بخیر.... اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ.... کچھ خریداری کرنی ہے.... اور ایجنسی کے دفتر بھی چلنا ہے.... شاید وہ نیگرو.... جوزف وہاں آگیا ہو۔!"

"کمال ہے.... آپ تو ہر کام بجلی کی سرعت سے کر ڈالتے ہیں۔!"

"میں اس کے لئے مشہور ہوں....!" برجر زور سے ہنسا....!

وہ بارہ بجے تک جہاز چھوڑ سکے تھے۔ ایجنسی کے دفتر میں جوزف موجود ملا.... عمران کی طرف اُس نے خصوصی توجہ دینی چاہی تھی لیکن عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ "مسٹر جوزف.. آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو اپنی پسند کی ملازمت ملنے والی ہے۔!"

جوزف کے دانت نکل پڑے.... لیکن زبان سے عمران کے لئے لفظ "باس" نہ نکل سکا۔ اُس کے طرزِ تخاطب ہی سے اس نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ یہ برابری کا کوئی کھیل ہے۔!"

"ایک سو اسی عدد ماہانہ....!" عمران بولا۔

"اب تو میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ کام کیا کرنا پڑے گا... مسٹر علی عمران....!" جوزف نے کہا۔

برجر ایجنٹ سے بولا۔ "اس کے لئے بھی پاس بنوادو.... اور شپنگ ماسٹر کے یہاں سے کاغذات بھی تیار کرالینا۔!"

"بہت بہتر جناب....!" ایجنٹ بولا۔ پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی.... اور جولیانا فنٹز واٹر کمرے میں داخل ہوئی۔

"مسز صفدر.... اس آدمی کے کاغذات تیار کردو....!" ایجنٹ نے جولیا سے کہا۔

جوزف نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا تھا....! لیکن جان پہچان کی کوئی علامات اپنے چہرے پر نہیں ظاہر ہونے دی تھیں۔

جولیا بھی عمران اور جوزف کی طرف سے انجان بنی رہی۔!

"میرے ساتھ آیئے جناب....!" جولیا نے جوزف سے کہا۔

اور وہ دونوں کمرے سے چلے گئے.... ایجنٹ نے عمران اور برجر کی طرف سگار کا ڈبہ بڑھایا۔ دونوں نے انکار کردیا۔

برجر بولا۔ "تم جانتے ہی ہو کہ میں اپنا برانڈ پیتا ہوں اور یہ آدمی تو فرشتہ ہے....! نہ اسے

شراب سے دلچسپی ہے اور نہ عورت سے.... حد ہے کہ تمباکو نوشی سے بھی گریز کرتا ہے۔ پیارے عمران تم سیدھے جنت میں کیوں نہیں چلے جاتے۔!"

"یہی حال رہا تو جانا ہی پڑے گا۔!" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا اور برجر نے زوردار قہقہہ لگایا.... ایجنٹ نے بھی اخلاقاً دانت نکال دیئے۔

"واقعی یہ بہت نیک آدمی ہے....!" برجر نے ایجنٹ سے کہا۔ "تمہارے ملک میں مجھے سب نیک ہی نیک نظر آتے ہیں۔!"

"عزت افزائی ہے....!" ایجنٹ بولا....! وہ دیسی ہی تھا.... لیکن صورت سے اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا.... عجیب بے چین سی آنکھیں تھیں جنہیں کسی مرکز پر قرار ہی نہیں تھا۔

"تو چلو اب....!" برجر نے اٹھتے ہوئے عمران سے کہا۔ "وہ جہاز پر پہنچ جائے گا۔!"

شپنگ ایجنٹ کے دفتر سے نکل کر وہ شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ جوزف کارآمد آدمی ثابت ہوگا۔!"

"مجھے تو یقین ہے.... جناب عالی۔"

"جناب عالی نہیں.... برجر....!"

"بہت بہتر.... موسیو برجر....!"

"تم بالکل فرانسیسی لہجے میں موسیو کہہ سکتے ہو....!" برجر بڑبڑایا پھر اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "اس جوزف کو دیکھ کر کچھ عجیب سا احساس ہوا ہے مجھ کو....!"

"کیسا احساس....؟"

"مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں کسی قدیم ترین جہاز کا کپتان ہوں اور جوزف طبل بجانے والا جس کی تال پر حبشی غلام پتوار چلاتے ہیں۔!"

"خدا کے لئے اُس کو اپنے احساسات سے آگاہ نہ کیجئے گا۔!"

"کیوں....؟"

"وہ سر کے بل کھڑا ہو جائے گا.... اور یہی محسوس کرنے لگے گا کہ بحری شیطانوں کے چکر میں پھنس گیا ہے۔!"

"تو کیا وہ توہم پرست ہے....!"

"فرسٹ ڈگری کا....!"

"دلچسپی رہے گی....!" برجر نے قہقہہ لگایا۔

"خدا میرے حال پر رحم کرے.... یہ میں نے کیا کیا....!" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"کیا بات.... کیا کہا تم نے....!"

"کراہا تھا.... دل میں درد ہو رہا ہے....!"

"دل میں درد ہو رہا ہے....!" برجر اچھل پڑا۔

"ہاں....!"

"چلو میڈیکل چیک اپ کے لئے۔!"

"گھبرانے کی بات نہیں.... وہ والا درد نہیں ہے۔!"

"کیسا درد ہے....؟"

"بس کسی کی یاد آتی ہے اور دل میں درد ہونے لگتا ہے۔!"

"سمجھا.... تو کیا تم کسی کو چاہتے ہو۔!"

"براہِ کرم اس ذکر کو چھوڑ دیجئے....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مجھے افسوس ہے....!"

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔!

پھر ٹیکسی ایک بار کے سامنے رکی تھی۔

"آج تم بھی تھوڑی سی چکھو....!" برجر نے عمران سے کہا۔

"میں مجبور ہوں.... مسٹر برجر....!"

"چلو خیر کوئی بات نہیں.... میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتا۔!"



رات کے آٹھ بجے تھے۔! کسی نے عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دی.... اس نے اٹھ کر دروازہ کھولتے ہوئے برجر کی جھلک دیکھی اور پیچھے ہٹ گیا۔

"تم کیا کر رہے ہو....؟" برجر نے پوچھا۔

"مم.... میں.... سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"احمق ہو.....!" وہ کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ "آدھے گھنٹے کے بعد میں تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں گا۔!"

"بہت بہت شکریہ موسیو برجر.....!"

"اور تمہارا یہ جوزف سچ مچ بلانوش ہے.....!"

"چھ بوتلوں سے آگے نہ بڑھنے دیجئے گا ورنہ نتیجے کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"وہ آپ کے حصے کی پی جائے گا......اور ساتھ ہی آپ کو حیات بعد الموت کے عذاب سے بھی ڈراتا جائے گا۔!"

"مجھے حیات بعد الموت پر یقین نہیں ہے۔!"

"وہ یقین دلادے گا.....!"

"اچھا بکواس بند کرو.....!" برجر زور سے دہاڑا۔ "میرے ساتھ آؤ۔!"

وہ اسے شراب نوشی کے کیبن میں لے آیا..... یہاں جوزف پہلے ہی سے موجود تھا..... اور تین خالی بوتلیں اس کے سامنے رکھی ہوئی تھیں۔!

انہیں دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا..... پتھر کے بت کی طرح جامد و ساکت نظر آرہا تھا۔

"یہ کیا کر سکے گا.....!" برجر اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

"فی الحال تو یہ کر سکا ہے.....!" عمران نے خالی بوتلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تم کیا کر سکو گے.....!" برجر پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"شراب ترک کر دینے کے علاوہ اور سب کچھ کر سکوں گا باس.....!" جوزف کا لہجہ بے حد پرسکون تھا۔

"تمہیں ایک عورت کو کھانا کھلانا ہے۔"

"دس عورتوں کو کھلا سکتا ہوں باس.....!"

دفعتاً عمران نے برجر کا بازو چھو کر کہا۔ "ذرا میرے ساتھ باہر چلئے موسیو.....!"

"کیوں.....؟" وہ اس کی طرف مڑ کر غرایا۔

"باہر ہی بتاؤں گا۔!"

وہ دونوں عرشے پر آئے.... عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ اُس نے برجر سے پوچھا۔ "آپ نے ابھی اُسے کچھ بتایا تو نہیں۔!"

"نہیں.... کیوں....!"

"اُس سے یہ ہرگز نہ کہئے گا کہ آپ نے پلاسٹک سرجری کرا کے اس کے ہونٹ ایک دوسرے سے پیوست کرا دیئے ہیں۔!"

"کیوں....؟"

"موسیو برجر! وہ خطرناک ہو جائے گا۔ اس کا خیال ہے کہ زبان چلانا ہر عورت کا پیدائشی حق ہے اور اسے یہ حق ہر حال میں ملنا چاہئے۔!"

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا....!"

"میں کہتا ہوں اس وقت بحث نہ کیجئے۔!"

"اچھا نہیں کروں گا.... پھر....؟"

"میں چاہتا ہوں کہ پہلے آپ مجھے ان خاتون کی زیارت کرا دیجئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ خاموش عورت کیسی لگتی ہے۔!"

"پرستش کے قابل....! چلو میرے ساتھ....!"

وہ اُسے ایک کیبن کے دروازے پر لایا اور جیب سے کنجی نکال کر قفل کھولتے ہوئے کہا۔ "میں اس کی پوجا کر سکتا ہوں.... لیکن اس کا پیٹ بھرنا میرے بس سے باہر ہے.... لیکن ٹھہرو.... میں نے تم سے یہ بات غلط کہی تھی کہ وہ میری محبوبہ ہے۔!"

"یعنی کہ....!" عمران ہکلایا۔

"وہ حقیقتاً میری بیوی ہے....!"

عمران نے قہقہہ لگایا۔

"کیوں.... تم ہنسے کیوں....؟" برجر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی تو سوچ رہا تھا کہ آخر محبوبہ کے ہونٹ.... ہونٹ تو صرف بیوی کے سیئے جا سکتے ہیں.... رہی محبوبہ تو اُس کی گالیاں بھی شاعری کی حدود میں داخل ہو جاتی ہیں.... مار بیٹھے تو اُسے فنون لطیفہ میں سے سمجھئے۔!"

"آہستہ بولو.... اب وہ میری محبوبہ ہی ہے.... اور میں نے غصے میں اُسے محبوبہ بنایا تھا۔!"

"مردوں پر تو غصہ نہیں آتا آپ کو....!"

"شٹ اپ.... اندر چلو....!" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

سامنے آرام کرسی پر ایک بڑی خوب صورت عورت نیم دراز تھی.... عمر تیس سال سے زیادہ نہ رہی ہوگی.... اس کی آنکھیں بند تھیں.... برجر مشرقی پجاریوں کے سے انداز میں ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے دوزانو ہو گیا۔

اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

عمران نے اُس کی آنکھوں میں نفرت کی جھلکیاں دیکھیں۔

عورت کی ناک سے طرح طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں.... اور وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ بھی مارتی جارہی تھی۔ایک ٹھوکر برجر کے بھی رسید کی۔!

برجر یونانی زبان میں کہہ رہا تھا۔"صبر.... صبر.... اچھی عورت.... ابھی بیس منٹ باقی ہیں.... بیس منٹ بعد تمہیں مطمئن کر دیا جائے گا۔!"

وہ بے دم سی ہو کر پھر آرام کرسی کی پشت گاہ پر گر گئی.... اور آنکھیں بند کر لیں۔



رات کے گیارہ بجے تھے.... جہاز بندرگاہ چھوڑ کر کھلے سمندر کی طرف جارہا تھا.... اور عمران ریڈیو روم میں کھڑا دریائے حیرت میں غوطے لگا رہا تھا۔ کیونکہ ہائی فریکونسی کا ٹرانسمیٹر بالکل ناکارہ ثابت ہوا تھا.... صرف میڈیم فریکونسی کا ٹرانس میٹر کام کر رہا تھا.... ایمرجنسی والے ٹرانس میٹر کے متعلق اس کا اندازہ تھا کہ اگر میڈیم فریکونسی والا ٹرانس میٹر کام کرنا چھوڑ دے تو وہ بھی ناکارہ ہو جائے گا۔!"

وہ طویل سانس لے کر بڑبڑایا۔"تو اسی لئے تم مجھے ادھر اُدھر دوڑائے پھرتے رہے تھے۔ موسیو برجر کہ جہاز کے سیل کر جانے سے پہلے میں ریڈیو روم میں نہ جا سکوں۔!"

ریڈیو روم سے نکل کر وہ برجر کی تلاش میں چل پڑا.... جوزف شائد اس کی تلاش میں تھا.... ایک جگہ مڈبھیڑ ہو گئی۔!

"اس بار تم نے مصیبت میں پھنسایا ہے باس....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں کون سے مزے کر رہا ہوں شب دیجور کے بچے۔!"

"کہاں آ پھنسے کیا چکر ہے!اوہ میرے خدا میری ڈیوٹی......اس بے چاری کو کیا ہو گیا۔!"

"کوئی مرض ہے.... جبڑے بیٹھ گئے ہیں.... منہ نہیں کھول سکتی۔!"

"باس... میں دشمن کے سینے میں نیزہ اتار سکتا ہوں... لیکن کسی عورت کی ناک میں ٹیوب... میرے خدا.... رحم.... کس بے بسی سے تڑپتی ہے... کوئی اور کام نہیں ہے... باس....!"

"صبر کر.... آسمان سے تیرے لئے رحمتیں نازل ہوں گی۔!"

"ہلو ریڈیو آفیسر....!" دفعتاً کسی نے پشت سے آواز دی۔ عمران مڑا.... یہ چیف آفیسر تھا۔

"تمہیں ریڈیو روم میں ہونا چاہئے۔!"

"شکریہ.... میں موسیو برجر کو اطلاع دینے جا رہا تھا کہ ہائی فریکوئینسی والا ٹرانس میٹر کام نہیں کر رہا۔!"

"واپس جاؤ.... بقیہ دونوں بھی کام کرنا چھوڑ چکے ہوں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ جہاز آسیب زدہ ہے۔!"

"یعنی کہ.... کیا مطلب....!" جوزف خوف زدہ آواز میں بولا۔

"یقین نہ آئے تو خود چل کر دیکھ لو۔!"

عمران ہونقوں کی طرح اس کی باتیں سنتا رہا تھا۔

وہ ریڈیو روم کی طرف چل پڑے.... دفعتاً عمران نے اس سے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس چکر میں پڑ گیا ہوں.... موسیو برجر بذات خود ایک آسیب معلوم ہوتے ہیں۔!"

"ارے.... وہ بے چارہ.... مسخرہ....!"

ریڈیو روم میں پہنچ کر چیف آفیسر کے بیان کی تصدیق ہو گئی:... میڈیم فریکونسی والا ٹرانس میٹر بھی بیکار ہو چکا تھا اور عمران کا یہ اندازہ بھی درست نکلا کہ اس کے خراب ہوتے ہی ایمر جنسی والا ٹرانس میٹر بھی بیکار ہو جائے گا کیونکہ وہ اسی سے منسلک تھا۔!

"اب کیا ہو گا....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اتفاق سے ہمارے پاس کوئی ریڈیو انجینئر بھی نہیں ہے۔!" چیف آفیسر بھرائی ہوئی آواز

میں بولا۔

"اب.... اگر جہاز کسی مصیبت میں گھر جائے تو....!"

"چیف آفیسر نے قہقہہ لگا کر عمران کے شانے پر ہاتھ مارا.... اور بولا۔"تم جیسوں کا یہاں کیا کام.... تم تو بالکل بدھو معلوم ہوتے ہو۔!"

"بدھو کیا چیز ہوتی ہے....!" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"واقعی ہو.... اور تم....؟" وہ جوزف کی طرف مڑا۔

"میں آدمی ہے۔!" جوزف غرایا۔

"بھائی صاحب....!" عمران لجاجت سے بولا۔"اس سے انگریزی ہی میں گفتگو کیجئے.... ورنہ اس کی اردو سے آپ کو گہرا صدمہ پہنچے گا۔!"

"تم دونوں آخر ہو کیا چیز.... میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ موسیو برجر نے اچانک اس طرح کسی کا تقرر کیا ہو۔!"

"کیا میں موسیو برجر کو یہاں بلا لاؤں....!" عمران نے پوچھا۔

"بکواس مت کرو.... جاؤ آرام سے اپنے کیبنوں میں سو جاؤ....!" چیف آفیسر نے کہا اور ریڈیو روم سے چلا گیا۔

"جوزف....!"

"یس سر....!"

"مجھے کسی کے سامنے باس کہہ کر نہ مخاطب کرنا۔!"

"میں سمجھتا ہوں....!"

"برجر کہاں ہے....؟"

"اسی کیبن میں....!" جوزف نے کہا اور ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"کس کیبن میں....!"

"جہاں چاروں طرف زندگی سجی ہوئی ہے۔!"

"دیکھو چھ بوتلوں سے آگے معاملہ نہ بڑھنے پائے۔!"

"لیکن اگر وہ زبردستی پلائے تو....؟"

"تم انکار کر دو گے....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"لیکن وہ خوفناک ہو جاتا ہے.... اور اب مجھے اس کو باس کہنا پڑتا ہے۔!"

"جوزف....!"

"میرا پیچھا چھڑاؤ اس ڈیوٹی سے....!"

"اس کے عوض تو میرا کہنا مانے گا.... کیوں....؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اب تو یہی ہوگا باس....! اگر وہ عورت نہ ہوتی تو میں خود ہی پیچھا چھڑا لیتا۔!"

"اچھا میں سوچوں گا....!" عمران نے کہا اور سچ مچ کچھ سوچنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔

پھر اس نے جوزف کو دھکیل کر ریڈیو روم سے باہر نکال دیا۔

"یعنی کہ.... یعنی کہ....!"

"چلے جاؤ.... اپنے کیبن کا دروازہ بند کرنا نہ بھولنا۔!"

جوزف نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور وہاں سے چلا گیا۔

اب عمران شراب نوشی کے کیبن کی طرف جا رہا تھا۔

کیبن کا دروازہ کھلا نظر آیا.... برجر وہاں موجود تھا.... عمران کو اُس نے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے خالی گلاس میں شراب انڈیلی اور غرایا "کیا ہے؟"

"تینوں ٹرانس میٹر بیکار ہیں....!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں....!"

"پھر کون کرے گا....؟"

"میں نہیں جانتا.... یہاں سے چلے جاؤ.... بور نہ کرو....!"

"میں کہتا ہوں.... یہ کتنی خطرناک بات ہے....!"

"میرے لئے دنیا میں صرف دو خطرناک باتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ یہاں کی ساری بوتلیں خالی ہو جائیں اور دوسری یہ کہ میری بیوی دوبارہ بولنے لگے.... ان کے علاوہ میں کسی بھی سچویشن کو خطرناک نہیں سمجھتا۔!"

"موسیو برجر....!"

"خاموش رہو.... نہیں.... بیٹھ جاؤ....!" برجر نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران نے کسی بہت زیادہ تابعدار ملازم کے سے انداز میں اُس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو....!" دفعتاً برجر اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا دہاڑا۔

"ریڈیو.... آفیسر....!"

"بکواس ہے.....تم صرف میرے دوست ہو.....میرے! اگر دنیا میں میرے علاوہ کوئی اور دوست ہوا تو میں اُسے قتل کر دوں گا۔!"

"بوتل سے....!"

"خاموش رہو.... میری بات سنجیدگی سے سنو....! تم مجھے پسند ہو اسی لئے میں نے تمہیں ملازمت دی ہے۔!"

"کتنا پسند ہوں....؟"

"بہت زیادہ.... بہت زیادہ....!"

"موسیو برجر جہاز کو حادثہ....!"

"شٹ اپ!" وہ میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔ "جہاز میرا ہے تمہارا نہیں ڈوبتا ہے تو ڈوب جائے۔!"

"جی بہت بہتر....!" عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ باندھ کو مودب ہو بیٹھا۔

"بس میں یہی چاہتا ہوں....!"

عمران کچھ نہ بولا.... سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اب برجر اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم ایک دم کیوں خاموش ہو گئے....!" دفعتاً اس نے سوال کیا۔

"ڈیڑھ ہزار روپے ماہوار کا ریڈیو آفیسر ہوں.... مجھے خاموش ہی رہنا چاہئے۔!"

برجر نے میز پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا.... کچھ دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "بالآخر بات تمہاری سمجھ میں آ ہی گئی۔!"

"بالکل آگئی.... اور اب میں ڈوب مرنے کے لئے قطعی تیار ہوں۔!"

"تم کیسے جوان ہو....! مایوسی کی باتیں کرتے ہو....! کھیلو.... کودو.... عیش کرو.... چیف انجینئر کی بیوی بہت زندہ دل عورت ہے.... کیا تم اس سے نہیں ملے۔!"

عمران نے سر کو منفی جنبش دی۔

"میں تمہیں ملواؤں گا.... وہ اینگلو سیلو نیز ہے.... مگر میری بیوی سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے۔!"

"خوب یاد آیا موسیو برجر.... آپ دونوں کے درمیان گفتگو کس طرح ہوتی ہے۔!"

"جو کچھ اُسے کہنا ہوتا ہے لکھ دیتی ہے.... لیکن یونانی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتی.... تم یونانی سمجھ سکتے ہو۔!"

"دواؤں کی حد تک....!"

"کیا مطلب....؟"

"آپ کے مطلب کی چیز نہیں ہے۔!"

"جوزف کچھ کہہ تو نہیں رہا تھا۔!"

"اُسے اپنی ڈیوٹی پسند نہیں ہے۔!"

"میں کیا کروں.... خود اس کی ناک میں ٹیوب نہیں چڑھا سکتا۔!"

"میں چڑھا دیا کروں گا.... آپ جوزف کو ریڈیو آفیسر بنا دیجئے.... ڈیڑھ ہزار بھی اسی صورت حرام کے....!"

"کیا اُسے یہ کام بھی آتا ہے....!"

"اس جہاز کے ریڈیو روم کا کام تو کتے کا پلا بھی چلا سکتا ہے۔!"

"میرے جہاز کی توہین نہ کرو....!" برجر میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

"آپ کے عزت مآب جہاز سے معافی کا خواست گار ہوں....!" عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا بولا۔

"چلے جاؤ....!"

"بہت بہتر جناب....!" عمران نے کہا اور کیبن سے باہر آ گیا۔



تیسرے دن کھانے کی میز پر صرف ایک ہی ڈش تھی۔ عمران اُسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہا تھا۔ آدھ انچ لمبے کیپسولوں سے پلیٹ بھری ہوئی تھی۔

"کیا دیکھ رہے ہو باس....؟" جوزف آہستہ سے بولا۔ "یہ پاسولیا ہے۔! ہم اپنے مویشیوں

کو کھلایا کرتے تھے۔!"

"کیا یہ کوئی کھانے کی چیز ہے۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

"میں نے بتایا نا کہ ہم اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہیں۔ شائد یہ لوگ خود ہی اسے کھاتے ہیں۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ ہے کیا بلا.....؟"

"غلے کی ایک قسم ہے..... لیکن کم از کم یہ میرے حلق سے تو نہیں اُترے گی.....اور باس میں نے تو ایسی دل ہلا دینے والی باتیں سنی ہیں کہ.....!"

"جوزف خاموش رہو..... میں نہیں چاہتا کہ وہ دل ہلا دینے والی باتیں مجھ تک پہنچیں۔!"

"لیکن یہ پیٹ کا مسئلہ ہے.....! میں نے سنا ہے کہ اب جہاز پر پاسولیا کے علاوہ کھانے کی اور کوئی چیز موجود نہیں۔!"

"تو نے خواب دیکھا ہو گا۔!"

"خواب بھی دیکھا تھا باس..... لیکن جہاز پر آنے سے پہلے..... میں نے دیکھا کہ میری ماں بکری کی اوجھڑی اچھال اچھال کر کہہ رہی ہے.....دیکھ جوزف تیرا باپ دشمن کے نیزے کی نذر ہوا تھا لیکن تو حاملہ عورت کی موت مرے گا۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے جوزف..... میں نے آج تک کسی حاملہ عورت کی موت نہیں دیکھی۔ میرے تجربات میں اضافہ ہو گا۔!"

"ہنسی میں نہ اڑاؤ باس..... حاملہ عورت کی موت کا مطلب ہے دو زندگیوں کا خاتمہ۔!"

"وہ تو ظاہر ہے.....!" عمران نے دانش مندانہ انداز میں آنکھوں کو جنبش دی۔

"مجھے تم سے پیار اور کوئی نہیں باس..... خدا کرے خواب جھوٹا ہو۔!"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے۔!"

"بکری کی اوجھڑی قحط کی علامت ہے.....! کہیں ہم اس جہاز پر بھوکے نہ مر جائیں۔!"

"اگر تو کچھ کھا کر مرنا چاہے تو نکالوں.....!"

عمران نے ایک دانہ اٹھا کر منہ میں ڈالا اور اُسے آہستہ آہستہ کچلتا رہا پھر بولا۔ "اگر اسے قورمے والی ترکیب سے پکایا جائے تو کیسے رہے گی۔!"

جوزف نے وہ اُبلے ہوئے دانے حلق سے اتارنے شروع کر دیئے تھے۔! اس لئے کچھ نہ

بولا۔ ناگواری اس کی آنکھوں سے مترشح ہو رہی تھی۔!

عمران نے بھی جوں توں اپنی پلیٹ خالی کر دی۔!

"چلو باس عرشے پر چلیں.... یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔!" جوزف تھوری دیر بعد بولا۔

"ہوں چلو.... لیکن تم مجھے باس کہنا نہیں چھوڑو گے۔!"

"کسی کے سامنے تو نہیں کہتا۔!"

وہ عرشے پر آئے.... اور ریلنگ سے ٹک کر کھڑے ہوگئے۔

سورج سر پر تھا لیکن ٹھنڈی ہوائیں اس کی تمازت کو کم کر رہی تھیں۔! دفعتاً جوزف بولا۔

"وہ بے چاری عورت مجھے دیکھ کر سہم جاتی ہے۔!"

"بچے نہیں ہیں یہاں ورنہ ایک آدھ کا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا تھا۔!"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔!"

"چاٹے جا دماغ چاٹے جا....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خدا کے لئے برجر سے کہو کہ مجھے کوئی دوسرا کام بتائے۔!"

"خدا سے دعا کر وہ عورت بولنے لگے.... عورتوں کو خاموش دیکھ کر میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔!"

اتنے میں چیف انجینئر اور اس کی اینگلو سیلونیز بیوی دکھائی دیئے عورت خوش شکل اور خاصی دلکش تھی.... عمر پچیس اور تیس کے درمیان رہی ہوگی۔

وہ ان کے قریب ہی آر کے.... برجر پہلے ہی عمران سے اس کا تعارف کرا چکا تھا۔

"آج سے پاسولیا شروع ہو گئی ہے....!" چیف آفیسر نے ہنس کر عمران سے کہا۔

"نہایت لذیذ تھی۔!" عمران نے بھی خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

"میں نہیں کھاتی....!" سلویا اٹھلائی۔

"پھر آپ کیا کھاتی ہیں محترمہ....!" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ڈبوں میں محفوظ کی ہوئی غذائیں.... اپنے کیبن میں اسٹاک رکھتی ہوں۔!"

"اور مجھے کبھی کبھی پاسولیا ہی سے پیٹ بھرنا پڑتا ہے۔!" انجینئر نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا عام طور پر ایسے ہی حالات رہتے ہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"زیادہ تر....!"

"آخر کیوں....؟"

"کمپنی زیادہ مقروض رہتی ہے۔!"

"سوال یہ ہے کہ آپ لوگ اسے کیونکر برداشت کرتے ہیں۔!"

"مجھے علم ہے کہ تم نادانستگی میں آ پھنسے ہو....!" انجینئر مسکرایا۔

"سب یہی کہتے ہیں لیکن بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔!" عمران بے بسی سے بولا۔

"خود ہی سمجھ لو گے۔!"

"مجھے ان دونوں پر ترس آتا ہے....!" سلویا بولی۔ "نہ ہمارا ریڈیو آفیسر غائب ہوتا اور نہ دونوں بے چارے پھنستے۔!"

"ریڈیو آفیسر غائب ہو گیا....؟"

"ہاں تمہاری ہی بندرگاہ پر وہ غائب ہو گیا۔!" چیف انجینئر نے کہا۔ "ریڈیو آفیسر کے بغیر جہاز کو سیل کرنے کی اجازت نہ ملتی۔!"

"موسیو برجر کہہ رہے تھے کہ ایک آدمی اور گم ہو گیا ہے، جو ان کی بیوی کو کھانا کھلاتا تھا۔!"

"وہی ریڈیو آفیسر....!"

"اوہ تو کیا وہی یہ خدمت بھی انجام دیتا تھا۔!"

"ہاں.... برجر اسی سے یہ کام بھی لیتا تھا۔!"

"آخر وہ کہاں غائب ہو گیا....؟"

"جب بھی جسے موقع ملتا ہے.... اسی طرح غائب ہو جاتا ہے وہ ایران کا باشندہ تھا.... عرصہ دراز سے اردو سیکھ رہا تھا اور جب اہل زبان کی طرح اردو بولنے لگا تو تمہاری ہی بندرگاہ پر غائب ہو گیا۔!"

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی....!"

"چھوڑو.... خوش رہنے کی کوشش کرو....!" انجینئر اس کا شانہ تھپک کر بولا....اور آگے بڑھ گیا.... سلویا بھی اس کے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔

"باس..!" جوزف نے عمران کی طرف مڑ کر کہا۔ "بڑی عجیب عجیب باتیں سننے میں آ رہی ہیں۔!"

"دنیا کی کوئی بات عجیب نہیں ہے، جوزف....! صرف ہماری سمجھ کا پھیر ہوتا ہے....

شائد پاسولیا کھا کھا کر ہم کائنات کے سارے رازوں کی تہہ تک پہنچ جائیں.... یہ غلہ مجھے اجناس کی دنیا کا درویش محسوس ہوا ہے۔!"

"بس کرو باس....!" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اچھا تو لگا دے سمندر میں چھلانگ پاسولیا سے پیچھا چھوٹ جائے گا....!"

دفعتاً ایک خلاصی ان کے قریب آ کھڑا ہوا.... اس کی توجہ کا مرکز جوزف تھا۔ جوزف نے اُسے گھور کر دیکھا اور وہ عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تمہیں چیف آفیسر نے بلایا ہے....!" خلاصی نے اس سے کہا۔

"چیف آفیسر سے کہہ دینا کہ میں اس وقت ملاقات کے موڈ میں نہیں ہوں....! پھر کسی وقت مجھ سے مل سکے گا۔!"

"میں کہہ دوں یہی....؟" خلاصی کے انداز میں دھمکی تھی۔

"ہاں.... جاؤ....!" عمران نے لاپروائی سے کہا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پھاڑنے لگا۔

"دیکھو بھائی ریڈیو آفیسر صاحب....! تم نئے ہو.... چیف آفیسر کو نہیں جانتے.... خطرناک آدمی ہے....!" خلاصی نے کسی قدر نرم لہجے میں کہا۔

"آج میں نے بھی پاسولیا کھائی ہے.... کسی سے کمزور نہیں پڑوں گا۔!"

خلاصی ہنس پڑا.... پھر بولا۔ "اچھی بات ہے.... میں جا رہا ہوں.... تم جانو....!"

وہ چلا گیا.... اور جوزف نے عمران سے کہا۔ "باس یہ چیف آفیسر بہت بد تمیز آدمی ہے.... میرا خیال ہے کہ مسٹر برجر بھی کسی حد تک اس سے دبتے ہیں۔!"

"فی الحال.... تم کسی معاملے میں دخل نہ دینا....!" عمران سرد لہجے میں بولا۔

"تمہیں خطرے میں دیکھ کر بھی نہیں....!"

"جب تک میں اشارہ نہ کروں.... تم ہر معاملے میں خاموش تماشائی رہو گے۔!"

"آسمانی باپ رحم کرے....!"

"زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ دو قوی ہیکل آدمی انہیں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔!"

عمران لاپروائی سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرف متوجہ رہا وہ ان کے قریب آ کر

رک گئے۔

"تمہیں چیف آفیسر نے بلایا ہے....!" ایک نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"کیا اُس تک میرا جواب نہیں پہنچا....!" عمران نے مڑ کر سرد لہجے میں کہا۔

"چلو....!" دوسرے نے اس کی گردن پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ ہاتھ پہلے تو عمران کی گرفت میں آیا اور پھر اس طرح جھٹک دیا گیا کہ اس آدمی کے قدم لڑکھڑا گئے۔ ساتھ ہی عمران کا بایاں ہاتھ اس کے منہ پر پڑا تھا۔

وہ چاروں شانے چت گرا.... اس کے ساتھی نے عمران پر چھلانگ لگائی۔

جوزف پتھر کے بت کی طرح ساکت کھڑا تھا.... دوسرے کا حشر دیکھ لینے کے بعد اس کی آنکھوں میں ہلکی سی جذباتی تبدیلی نظر آئی تھی۔!

دوسرا بھی اپنے ساتھی ہی پر جا گرا تھا.... اور اب دونوں گالیاں بکتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پھر جوزف نے دیکھا کہ دونوں نے بڑے بڑے چاقو نکال لئے ہیں۔ اب خاموش تماشائی رہنا اس کے بس سے باہر ہوا جا رہا تھا۔

اچانک برجر کی دہاڑ سنائی دی۔ "یہ کیا ہو رہا ہے۔!"

دونوں خلاصی جہاں تھے وہیں رک گئے.... برجر تیز قدموں سے چلتا ہوا ان دونوں کے درمیان آگیا۔

کھلے ہوئے چاقو اب بھی دونوں کے ہاتھوں میں تھے.... اور عمران مسمی صورت بنائے ہوئے کبھی برجر کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی اُن دونوں کی طرف....!

"یہ کیا ہو رہا ہے....؟" برجر پیر پٹخ کر دہاڑا۔ "چاقو جیب میں رکھو....!"

دونوں نے مشینی انداز میں چاقو بند کر کے جیب میں ڈالے تھے اور مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے رہے تھے۔!

"چلے جاؤ.... ورنہ جان سے مار دوں گا....!" برجر پھر دہاڑا۔

وہ دونوں خاموشی سے مڑے اور وہاں سے چلے گئے.... اب برجر جوزف کی طرف مڑ کر دہاڑا۔ "میں سب دیکھ رہا تھا۔!"

"یس باس....!" جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم احسان فراموش اور بزدل ہو۔!"

"وہ کیسے باس....!"

"اس شخص نے تمہیں ملازمت دلوائی تھی۔!"

"یس باس....؟"

"باس کے بچے....! کیا تم اس کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے۔!"

"مجھے جو حکم دیا جاتا ہے اُس کے خلاف نہیں کرتا باس....! اب تم نے کہہ دیا ہے خیال رکھوں گا۔!"

"یہ بھیڑیوں کا جنگل ہے....! تمہیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا پڑے گا۔!"

"او کے باس....!" جوزف نے فوجی انداز میں سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤ.... اپنے کیبن میں جاؤ....!"

جوزف اپنے کیبن کی طرف چلا گیا۔!

اب وہ عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجے میں بولا۔ "تمہیں چیف آفیسر کا حکم ماننا چاہئے۔!"

"میں تو یہ سمجھتا تھا، موسیو برجر کہ مجھے آپ کے علاوہ اور کسی کے حکم کی تعمیل نہیں کرنی.... میرا اور چیف آفیسر کا درجہ برابر ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... لیکن حالات....!"

"اگر یہ آپ کا حکم ہے تو میں اب اس کے حکم کی تعمیل بھی کیا کروں گا۔!"

"جاؤ دیکھو.... وہ کیا کہتا ہے۔!"

"اچھی بات ہے.... موسیو برجر....!"



چیف آفیسر نے عمران کو دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا.... اور بولا۔ "اگر کپتان نے مجھے منع نہ کر دیا ہوتا تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ دیتا۔!"

"کام کی بات کرو....!"

"کیا....؟ تم ہوش میں ہو یا نہیں....!"

"تم چیف آفیسر ہو.... اور میں ریڈیو آفیسر....!"

"میں تمہیں بھنگی بنا سکتا ہوں....!"

"مسٹر چیف آفیسر.... میں ایک شریف آدمی ہوں۔!"

"بکواس بند کرو.... اور خاموشی سے بیٹھ کر سنو....!"

عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے بیٹھ گیا۔

چیف آفیسر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ شائد وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔"پاسولیا کھائی تم نے۔!"

"ہاں کھائی....!"

"پہلے بھی کبھی کھائی تھی....!"

"نہیں.... بد قسمتی سے اب تک ایسی لذیذ غذا سے محروم رہا تھا۔!"

"لذیذ غذا....؟"

"زندگی میں پہلی بار کھانے کا مزہ ملا ہے۔!"

"اب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے جہاز پر....!"

"واقعی....!" عمران پُر مسرت لہجے میں چیخا۔

"تو اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے....!"

"میری پسندیدہ چیز ہے اس لئے مجھے خوش ہونے کا حق حاصل ہے۔!"

"میں کہتا ہوں خاموش رہو.... اگر تم نے یہ بات کسی کے سامنے کہہ دی تو وہ تمہیں قتل کر دے گا۔!"

"خداوندا.... کیا میں سچ مچ.... بدروحوں کے چکر میں پھنس گیا ہوں....!"

"کیا بک رہے ہو....!"

"میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا....!" عمران نے کہہ کر اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔

"ارے.... ارے.... ارے....!" کہتا ہوا چیف آفیسر اٹھا اور اس کے ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

بدقت تمام اس میں کامیاب ہوا اور بڑے نرم لہجے میں بولا۔"تم پوری بات بھی تو سنو...!"

"سناؤ....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"پاسولیا سے سارا عملہ الرجک ہے۔!"

"زبردستی تو نہیں ہے۔۔۔ وہ کچھ اور بھی کھا سکتے ہیں۔۔۔ نہ کھائیں پاسولیا۔۔۔!"

"پاسولیا کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں۔۔۔!"

"کیوں نہیں ہے۔۔۔!"

"جہاز مقروض ہے۔۔۔ تمہاری بندرگاہ پر ایک بڑا قرض ادا کرنا پڑا۔ اس لئے خورد و نوش کا سامان اسٹور نہیں کیا جاسکا۔!"

"شراب نوشی کا کیبن کیوں آباد ہے۔۔۔!" عمران نے لڑاکا عورت کے سے انداز میں پوچھا۔

اس پر چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ "خدا نے رزق کا وعدہ کیا ہے شراب کا نہیں۔!"

عمران لاجواب ہو جانے والے انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔

"ہاں تو سنو۔۔۔! عملے کو قابو میں رکھنے کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ انہیں تشفی دی جائے۔!"

"چلو۔۔۔ یہ بات بھی سمجھ میں آگئی۔۔۔!"

"انہیں مطمئن کرنے کے لئے۔۔۔!" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا کیونکہ ٹھیک اسی وقت برجر کیبن میں داخل ہوا۔۔۔ دونوں اٹھ گئے۔

"بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔!" وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ لیکن جب تک وہ خود نہیں بیٹھ گیا۔۔۔ دونوں کھڑے رہے تھے۔

"تم نے اُن دونوں بدمعاشوں کو اس کے پاس کیوں بھیجا تھا۔!" برجر نے چیف آفیسر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے بلوایا تھا۔۔۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔۔۔ اگر وہ جھگڑ بیٹھے تھے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔!"

"یہ میرا آدمی ہے۔۔۔ سمجھے۔!"

"میں سمجھتا ہوں۔۔۔ کیپٹن۔۔۔!"

"تم نے کیوں بلوایا تھا۔۔۔!"

"پاسولیا زیرِ بحث ہے۔۔۔!"

"خاموش رہو۔۔۔!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس بار عملہ بغاوت پر آمادہ ہے۔!"

"بغاوت؟" وہ اٹھتا ہوا غرایا۔ "ایک ایک کو گولی مار کر سمندر کی تہہ میں پہنچادوں گا۔!"

چیف آفیسر کچھ نہ بولا۔ بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔ مگر "گولی مار دینے" کی دھمکی پر عمران کا چہرہ ہوا ہو گیا تھا.... اور اس نے اس طرح دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیا تھا .... جیسے سچ مچ ٹھیک اسی جگہ گولی لگی ہو۔!

برجر بیٹھ گیا.... چیف آفیسر کو گھورے جارہا تھا۔ جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد چیف آفیسر اس کی طرف مڑ کر بولا۔ اگر اس بار ہم ابونخلہ کے شیخ کے آگے گڑگڑائیں تو کیا حرج ہے.... تمہارا یہ ریڈیو آفیسر صورت ہی سے یتیم معلوم ہوتا ہے۔!"

عمران نے برجر کو چونکتے دیکھا... اب وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھا ہو۔ دفعتاً اس نے زانو پیٹ پیٹ کر وحشیانہ انداز میں ہنسنا شروع کردیا۔ کچھ عجیب ہی سا آدمی تھا اس کے بارے میں اندازہ کرنا دشوار تھا کہ کب دہاڑنے لگے گا اور کب وہی دہاڑ بھدے سے بے ہنگم قہقہے میں تبدیل ہو جائے گی۔

"خوب.... بہت اچھی بات کہی تم نے.... ہاں یہ مناسب ہے۔!" اس نے کہا اور پھر قہقہے لگانے لگا۔

خاموش ہوا تو چیف آفیسر نے کہا۔ "ابونخلہ کا شیخ بھی رحم دل آدمی ہے اگر یہ لوگ وہاں چلے گئے تو کم از کم دو ماہ کے راشن کا انتظام ہو جائے گا۔!"

"ارے یہ سارے ہی عرب شیوخ بہت اچھے ہیں۔!" برجر بولا۔ "خدا ان کا اتنا تیل نکالے کہ ان کے دشمن اسی میں غرق ہو جائیں۔!"

عمران نے بہ آواز بلند "آمین" کہا اور احمقانہ انداز میں باری باری ان کی شکلیں دیکھتا رہا۔

"کل شام تک ہم ابونخلہ پہنچ جائیں گے۔!" چیف آفیسر بولا۔

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" برجر اٹھتا ہوا بولا۔ "تم اسے سب کچھ سمجھا دو....!"

"جب وہ کیبن سے نکل گیا تو آفیسر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کرتے ہوئے کہا۔ "غالباً اب تم سمجھ گئے ہو گے۔!"

"بالکل سمجھ گیا....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "میرے لئے یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے....

طالب علمی کے زمانے میں اکثر بھیک مانگ کر فلم دیکھنے جایا کرتا تھا۔!"

"کیا بکواس ہے....؟"

"ہاں.... ہاں.... ایک پرچہ لکھتا تھا جس کا مضمون یہ ہوتا تھا کہ "جناب عالی میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ لیکن مجھے پڑھنے کا بے حد شوق ہے۔ محنت مزدوری کر کے تعلیم کو جاری رکھے ہوئے ہوں.... پچھلے دنوں سخت بیمار ہو جانے کی بناء پر فیس نہیں ادا کر سکا۔ اگر آپ ساڑھے آٹھ روپے سے مدد فرمادیں تو اسکول سے نام خارج ہونے سے بچ جائے گا ورنہ میں جہالت کے اندھیرے میں ڈوب کر فنا ہو جاؤں گا۔!"

"اوہو.... پھر....!"

"پھر کیا.... کسی شریف آدمی کا دروازہ کھٹکھٹا کر پرچہ اندر بھجوا دیا اگر صاحب خانہ بہت زیادہ خداترس ہوا تو ایک ہی گھر سے مراد پوری ہو جاتی تھی.... ورنہ دو چار گھر اور دیکھ کر ٹکٹ کے دام تو نکال ہی لیتا تھا۔!"

"کیا واقعی تمہارے ماں باپ مر چکے تھے۔!"

"ہاں اس وقت بھی مر چکے تھے.... اور اب بھی اکثر مر جاتے ہیں۔!"

"کیا تم بیوقوف آدمی ہو....؟" چیف آفیسر نے حیرت سے کہا۔

"میں تو نہیں سمجھتا کہ میں بیوقوف ہوں۔!"

"پھر شکل کیوں ایسی ہے۔!"

"کسی بدروح کا سایہ ہے مجھ پر....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔



دوسرے دن چیف آفیسر نے جہاز کے عملے کو عرشے پر اکٹھا کیا اور تقریر کرنے کھڑا ہو گیا۔

"پیارے دوستو....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ مسٹر ایڈولف برجر پاسولیا کے کھیت میں پیدا ہوئے تھے۔!"

عرشہ قہقہوں سے گونج اٹھا.... عمران نے چاروں طرف نظر دوڑائی برجر کا کہیں پتہ نہ تھا۔

چیف آفیسر پھر بولنے لگا اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"پاسولیا وہ دانہ ہے جسے فرشتے دستِ خاص سے بنا کر ہمارے لئے پیک کرتے ہیں، اس میں

اے سے لے کر زیڈ تک سارے وٹامن پائے جاتے ہیں اور یہ پروٹین کی دولت سے بھی مالا مال ہے۔ مسٹر ایڈولف برجر کا خیال ہے کہ یہ کائنات محض اس لئے تخلیق کی گئی ہے کہ زمین پر پاسولیا کی کاشت ہوتی تھی اور پھر آسمان والے نے مسٹر برجر کو پاسولیا کے کھیت میں پیدا کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم ہر طرح بے بس ہیں اور ہمیں ہر حال میں پاسولیا کھانی پڑے گی۔!"

"ہرگز نہیں.... ہرگز نہیں....!" مجمع چلایا۔

"صبر.... صبر.... دوستو....!" چیف آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔ وہ لوگ جو ابھی کچھ دن ہوئے چاند پر گئے تھے۔ پاسولیا ہی کی بدولت وہاں زندہ رہ سکے۔!"

"جھوٹ ہے.... بکواس ہے....!" مجمع چلایا۔

"سنو دوستو....! وہ خلائی کیپسول جس میں وہ گئے تھے پاسولیا ہی کی شکل کا بنایا گیا تھا۔ خیر ذرا صبر کر کے میری بات سنتے رہو....! اسی میں تمہاری بہتری ہے۔!"

"کچھ نہیں سنتے....!" مجمع سے کئی آدمی دہاڑے.... "ہم اسٹرائیک کر دیں گے۔!"

"اسٹرائیک کا نام نہ لو.... کھلے سمندر میں اسٹرائیک کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔!"

"خاموش رہو.... ہم کچھ نہ سنیں گے۔!"

"اور اگر تمہارے لئے بہتر کھانے کا انتظام ہو جائے تو۔!"

"ہم یہی چاہتے ہیں.... پھر ہمیں اسٹرائیک کرانے کی ضرورت نہیں۔!"

"اچھی بات ہے.... ہمیں ابو نخلہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے دو ہم تمہارے لئے آسمان کے تارے توڑ لائیں گے۔!"

"جھوٹ ہے.... دھوکا ہے....؟" مجمع چلایا۔

"خاموش رہو.... خاموش رہو....!" چیف آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب ریڈیو آفیسر صاحب کچھ کہیں گے۔!"

پھر اس نے عمران کو اپنی جگہ لینے کا اشارہ کیا تھا۔ عمران اس کے پاس آ کھڑا ہوا.... اور وہ مجمع میں جا ملا۔

"پیارے بھائیو....!" عمران اپنے چہرے پر شدید گھبراہٹ کے آثار پیدا کر کے بولا۔ "یہ دنیا سرائے فانی ہے.... سب کچھ خواب ہے.... دھوکا ہے.... بکری اس لئے بکری کہلاتی ہے

کہ صدیوں سے لوگ اسے بکری ہی کہتے آئے ہیں اگر آج اسے ہم گلرخ کہنا شروع کردیں تو وہ گلرخ ہی ہو جائے گی اور بکری کسی دوسری زبان کا لفظ معلوم ہونے لگے تھا۔ لہٰذا آج سے میں پاسولیا کو رشک قلاقند کہا کروں گا آپ بھی یہی کہئے اور عیش کیجئے۔!"

"بکواس.... کپتان کا آدمی ہے.... غدار ہے.... بھاگ جاؤ.... چلے جاؤ۔!" مجمع چیخنے لگا۔ وہ دونوں خلاصی پیش پیش تھے جن کی پٹائی پچھلے دن عمران کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

"بھائی.... سنو سنو....!" عمران دونوں ہاتھ ہلا کر بولا اور بولتا ہی رہا۔ "صبر کا میٹھا پھل ہے.... پاسولیا پر لعنت بھیجئے....! ابو نخلہ کے شیخ میرے احسان مند ہیں۔ میرا کہنا ضرور مانیں گے۔ میں تمہارے لئے گوشت روٹی کا انتظام کردوں گا۔!"

"یہ بات ہوئی ہے....!" کئی لوگ بیک وقت بولے.... اور انہیں میں سے کسی نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "خاموش رہو.... سنو.... کیا کہتا ہے۔!"

لوگ خاموش ہوگئے... اور عمران سر کھجاتا ہوا بولا۔ "شیخ صاحب ہر سال میرے ملک میں خرگوشوں کا شکار کھیلنے آتے ہیں.... پچھلے سال میں نے ان کے لئے ایک کتے کا رول ادا کیا تھا۔!"

"وہ کیسے.... وہ کیسے....!" آوازیں آئیں۔

"شیخ صاحب کے پاس بہترین نسلوں کے لاتعداد کتے ہیں جو ان کے لئے شکار کرتے ہیں۔ ایک دن کسی جرمن سیاح نے اپنے کتوں کے بارے میں شیخ صاحب کے حضور شیخی بگھاری اور دوران گفتگو میں شیخ صاحب کی زبان سے کہیں یہ نکل گیا کہ ان کے پاس سبز رنگ کا ایک کتا ہے۔ بات پھسل چکی تھی زبان سے لہٰذا اب اس کی واپسی ناممکن تھی، جرمن اِس کتے کو دیکھنے پر مصر ہوا۔ شیخ صاحب پریشان ہوگئے۔ میں نے کہا یاسیدی آپ اُسے سبز رنگ کا کتا دکھانے کا وعدہ کرلیجئے.... میں مہیا کردوں گا اور میں نے مہیا کردیا۔!"

"تم جھوٹے ہو.... تم جھوٹے ہو....!" آوازیں آئیں۔

"اب بہل بھی جاؤ دوستو.... چلو میں جھوٹا ہی سہی۔!"

"تمہیں بتانا پڑے گا کہ تم نے سبز رنگ کا کتا کہاں سے مہیا کیا....!"

"میں خود بن گیا تھا.... کتے کا میک اپ آپ لوگوں نے جاسوسی ناول تو پڑھے ہی ہوں گے۔ ایک ہفتے تک شیخ صاحب کے پیچھے پیچھے گھومتا پھرا تھا.... جرمن نے کہا کہ کتا مصنوعی ہے

میں اس کا کیمیائی امتحان کراؤں گا.... یہ سنتے ہی میں بھونکنے لگا اور لپک کر اس کی ٹانگ پکڑ لی....
پھر وہ شیخ صاحب کا پیچھا چھوڑ کر بھاگا ہے تو آج تک اس کا سراغ نہیں مل سکا۔!"

"ہمیں بھی کتا بن کر دکھاؤ....!" آوازیں آئیں۔

"میونسپل کارپوریشن والے گولی مار دیں گے.... مجھ پر رحم کیجئے۔!"

"کچھ پرواہ نہیں.... کتا بن کر دکھاؤ....!"

"پاسولیا....!"

"خاموش رہو.... خاموش رہو....!"

عمران دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر اکڑوں بیٹھ گیا۔

"اٹھو.... اٹھو....!" مجمع چیختا رہا۔ "کتے کی طرح بھونک کر دکھاؤ۔!"

چیف آفیسر جھپٹ کر مجمع سے نکلا اور عمران کے قریب کھڑا ہو کر بولا۔ "اس کا سر چکرا گیا تھا.... اب تم لوگ اسے معاف کر دو.... بہر حال میں اتنا جانتا ہوں کہ یہی ابو نخلہ سے مدد لا سکے گا۔!"

"ہم کب تک بھیک مانگ مانگ کر کھاتے رہیں گے۔!"

"جب تک جہاز مقروض ہے....!" چیف آفیسر جھلا کر بولا۔

"ہم اس کے ذمہ دار نہیں....!"

"اچھا تو تم سب ابو نخلہ میں جہاز خالی کر دینا....! جس کا جہاں جی چاہے چلا جائے۔!"

"اس جواب پر سناٹا چھا گیا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُن کی ارواح جسموں کو چھوڑ گئی ہوں۔!"
اب عمران بھی چیف آفیسر کے برابر ہی کھڑا تھا اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا مجمع کو دیکھے جا رہا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں عرشہ خالی ہو گیا اور صرف وہی دونوں وہاں کھڑے رہ گئے۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی....!" عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔

"اپنے کام سے کام رکھو...!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا اور عمران کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔
عمران نے بھی اپنے کیبن کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ جوزف آتا دکھائی دیا۔ وہ بھی مجمع کے ساتھ ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

"تم نے دیکھا باس....؟" وہ قریب آکر آہستہ سے بولا۔

"کیا دیکھا....!"

"جہاز چھوڑ دینے کی دھمکی اُن پر بجلی کی طرح گری تھی۔!"

"ہاں.... آں.... تو پھر....!"

"ان میں سے کوئی بھی ٹھیک آدمی نہیں ہے۔!"

"میں نے آج تک کوئی ٹھیک آدمی دیکھا ہی نہیں۔!"

"تم سمجھے نہیں باس....! وہ سب مجرم ہیں.... وہ اپنے ملکوں کے ساحلوں پر قدم رکھیں تو کسی کو پھانسی ہو جائے گی اور کسی کو عمر قید کی سزا....!"

"اوہو....!"

"میں نے گھس مل کر ان کے راز لئے ہیں.... اگر یہ پاسولیا والا چکر نہ چل جاتا تو ان کے بارے میں کچھ بھی نہ جان سکتا۔ سب بہت گہرے ہیں۔!"

"ہوں... تو اب مجھے تیری رکھوالی کرنی پڑے گی۔! پتہ نہیں نشے میں کیا حرکت کر بیٹھو۔!"

"کبھی ایسے نشے میں دیکھا ہے مجھے باس....!"

"اچھا اب دفع ہو جاؤ.... میں بھیک مانگنے کی مشق کرنے جا رہا ہوں، ہم بحری یتیم خانے میں آپھنسے ہیں۔!"



ابو نخلہ کی بندرگاہ پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ شیخ ریاست میں موجود نہیں ہے.... عملے میں بے چینی بڑھ گئی تھی۔!

پاسولیا عذاب بن گئی تھی.... دو تین ترک خلاصیوں کے علاوہ اس غلے کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا تھا... یا پھر عمران اس کی تعریفیں کر کر کے ایک ایک کو جلاتا پھر رہا تھا۔

"باس یہ مت کرو....!" جوزف نے ایک موقع پر اُس سے کہا۔ "وہ سب تمہارے دشمن ہوئے جا رہے ہیں۔!"

"میں ہی بھیک مانگنے جاؤں گا ان کے لئے....!" عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن....!"

"بکواس بند.... چلے جاؤ یہاں سے.... لیکن ٹھہرو.... برجر کہاں ہے....؟"

"جہاں اُسے ہونا چاہئے......اور ہاں باس......ایک بات اور ہے ذرا معلوم تو کرنا کہ وہ بات کہاں تک صحیح ہے......!"

"میں پوچھ رہا تھا.... برجر کہاں ہے؟"

"شراب نوشی کے کیبن میں.... وہ اس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہوتا۔ نام کا کپتان ہے.. سب کچھ چیف آفیسر کرتا ہے.... وہ نہ ہو تو جہاز ہی غرق ہو جائے۔!"

"غرق بھی ہو چکے کسی صورت سے....!"

"تو پھر تم اس پر آئے کیوں تھے۔!"

"نوکری کرنے.... اب اس دھندے میں گذارا نہیں ہوتا۔!"

جوزف نے بے اعتباری سے دانت نکالے اور پھر یک بہ یک سنجیدہ ہو گیا۔

"مم.... میں یہ کہہ رہا تھا باس.... وہ لوگ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی ایک بھوت عرشے پر نمودار ہوتا ہے۔!"

"اس وقت بھی نمودار ہے اور میرا دماغ چاٹ رہا ہے۔!"

"خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ.... باس.... وہ کیناڈا کے کسی ملاح کا بھوت ہے۔!"

"امریکہ کی کسی طوائف کا بھی ہو تو مجھے کیا۔!"

"اور جب وہ نمودار ہوتا ہے.... تو کوئی بھی باہر نکلنے کی ہمت نہیں کرتا۔! تم تصدیق کرو باس....!"

"جاتا ہے یا جماؤں ایک ہاتھ....!"

"مالک ہو.... مار ڈالو.... لیکن برجر سے ضرور پوچھو باس....!"

"وہ خود کسی بھوت سے کم ہے....؟"

"میں جا رہا ہوں باس.... بھولنا مت....!"

وہ چلا گیا.... اور عمران شراب نوشی کے کیبن میں داخل ہوا۔

"کیا ہے....!" برجر سر اٹھا کر غرایا۔

"میں یہ کہنے آیا تھا کہ اگر پاسولیا کی شراب کشید کی جائے تو کیسی رہے۔!"

"چلے جاؤ.... ورنہ سر پھاڑ دوں گا۔!"

"کیا تم بھی پاسولیا سے الرجک ہو گئے ہو.... موسیو برجر....!"

"میں کہتا ہوں کہ میرا موڈ خراب نہ کرو.... جہنم میں جائے پاسولیا۔!"

"میں نے ابھی کیناڈا کے کسی بھوت کا تذکرہ سنا ہے۔!"

"اوہ....!" برجر یک بہ یک سنجیدہ ہو گیا۔ پھر غرایا۔"میں ان.... حرام زادوں سے تنگ آگیا ہوں.... آخر تم دونوں سے تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی.... ڈر کے مارے مر جاؤ گے۔ لیکن سنو اور مطمئن رہو کہ اس نے آج تک کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔!"

"تو ہے کوئی بھوت....!"

"ہاں ہے.... کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے.... اس نے اکثر طوفان میں ہماری مدد کی ہے.... ایسے مواقع پر جب جہاز کے تباہ ہو جانے کے امکانات موجود تھے.... ایک بار میں بہت زیادہ پی گیا تھا۔ ایک جگہ جہاز کا ڈائرکشن بدلنا تھا.... لیکن نشے کی جھونک میں میں نے ایسا نہیں کیا۔ قریب تھا کہ جہاز ایک بڑی چٹان سے ٹکرا جاتا وہ نمودار ہوا اور ایسا معلوم ہوا جیسے اس نے جہاز کو اٹھا کر دوسری طرف رکھ دیا ہو۔!"

"خدا کی پناہ....!" عمران کے چہرے پر خوف زدگی کے آثار نظر آنے لگے۔

برجر نے قہقہہ لگایا اور بولا۔"تم کیوں مرے جا رہے ہو....! جب بھوت کا غلغلہ بلند ہو اپنے کیبن سے باہر نہ نکلنا....!"

"میں یہی کرونگا جناب عالی... میرا پیشاب خطا ہوا جا رہا ہے۔ لہٰذا اب مجھے اجازت دیجئے۔!"

برجر ہنستا رہا اور وہ کیبن سے باہر آگیا۔

عرشے پر چیف انجینئر کی بیوی سلویا سے مڈبھیڑ ہو گئی اور اس نے ہنس کر کہا۔"پاسولیا بخیر۔!"

عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنسا تھا۔

"سنا ہے تم تقریر بہت اچھی کر لیتے ہو....!"

"میں بہت زیادہ خائف ہوں مادام.... کیا آپ تھوڑا وقت مجھے دیں گی۔!"

"کیوں نہیں.... ضرور.... ضرور....!"

"کسی ایسی جگہ چلئے جہاں کوئی ہماری گفتگو میں مخل نہ ہو سکے۔!"

"اپنے کیبن میں چلو....!"

"ہاں یہ ٹھیک ہے.....!"

وہ اسے اپنے کیبن میں لایا اور وہ آغاز گفتگو کی منتظر رہی لیکن عمران خیالات میں کھویا ہوا صرف اپنے سر کو جنبش دے رہا تھا۔

"تم کہاں غائب ہو گئے.... کہو کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"میں نے کچھ دیر پہلے دو خوف ناک باتیں سنی ہیں۔!"

"خوف ناک....؟ اس جہاز پر نہ کچھ غیر متوقع ہے اور نہ خوف ناک....!"

"ایک.... تو وہ بھوت والی بات....!"

"ہم سب بھوت ہیں....!"

"نہیں....!" عمران خوف زدگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے اچھل پڑا۔ اتنی کامیاب اداکاری تھی کہ وہ بے ساختہ ہنس پڑی.... پھر بولی "ہاں ایک بھوت کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے لیکن بے ضرر ہے۔!"

"اس کا جہاز پر کیا کام....؟"

"وہی جانے.... میں کیا بتا سکوں گی۔!"

"اچھا.... دوسری بات.... مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں جتنے بھی ہیں سب بہت بڑے بڑے مجرم ہیں۔!"

"کیا تم نہیں ہو....!" سلویا نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں تو.... میں کیوں ہوتا مجرم....!"

"پھر تم کیوں آپھنسے ہو....!"

"موسیو برجر سے ایک نائٹ کلب میں ملاقات ہوئی تھی۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں ایک بے روزگار ریڈیو آفیسر ہوں تو انہوں نے مجھے ملازم رکھ لیا۔!"

"بس تو پھر صبر کرو....!"

"یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں....!"

"میں بھی مجرمہ ہوں.... مجھ پر قتل کا الزام ہے اور بالکل درست ہے۔ میں نے اپنے نامعقول شوہر کو قتل کرایا ہے۔!"

"ارے باپ رے....!" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"اگر میں سیلون کے ساحل پر قدم رکھوں تو فوراً گرفتار کرلی جاؤں۔!"

"آپ کے شوہر نے کون سا جرم کیا تھا....!"

"اسی نے تو میرے اس شوہر کو قتل کیا تھا اور میں اس کی مددگار تھی۔!"

عمران دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو....؟"

"اب شائد میں زندگی بھر شوہر نہ بن سکوں....!"

وہ ہنس پڑی اور بولی۔ "کچھ اور پوچھنا ہے۔!"

"نہیں بس.... شکریہ....!"

"ابو نخلہ کا امیر تو غائب ہے ریاست سے.... اب کیا کرو گے۔!"

"بدستور پاسولیا کھاتا رہوں گا۔!"

"مجھے تم پر رحم آتا ہے.... کہو تو دو تین ڈبے مچھلیوں کے دے دوں تمہیں۔!"

"میں تازندگی شکر گذار رہوں گا مادام....!"

"اس کی ضرورت نہیں....! میں کسی وقت پہنچادوں گی۔!"

وہ چلی گئی اور عمران سر کھجاتا رہ گیا۔



ابو نخلہ میں کچھ سامان اتارا گیا تھا اور کچھ بار کیا جارہا تھا۔ جن لوگوں کے پاس پیسے تھے وہ مرغیاں خرید لائے تھے اور انہیں بھون بھون کر کھا رہے تھے! انہیں میں عمران بھی تھا۔ لیکن اس نے اپنی مرغیاں دوسروں کو دے دی تھیں اور خود پاسولیا کھا رہا تھا۔ اس طرح اس نے اپنے دو چار طرفدار بھی بنا لئے تھے۔

یہاں جہاز تین دن سے لنگر انداز تھا!

چوتھے دن عمران نے دیکھا کہ چیف آفیسر اور برجر کے درمیان تیز تیز گفتگو ہو رہی ہے۔ چیف آفیسر کہہ رہا تھا۔ "یہیں ابو نخلہ میں تمہیں تنخواہ تقسیم کرنی پڑے گی۔!"

"میرے پاس کچھ نہیں ہے....!" برجر میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

"بھول جاؤ.... اب یہ دھونس نہیں چلے گی۔" چیف آفیسر نے لاپروائی سے کہا اور عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم بھی بیٹھ جاؤ....!"

"کیا یہاں میری ضرورت ہے؟" عمران نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"بالکل....! عملے نے اسٹرائیک کر دی ہے اور وہ اپنی تنخواہیں چاہتا ہے۔!"

"میں گولی مار دوں گا....!" برجر دہاڑا۔

"تم اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہو۔!"

"بکواس بند کرو....!" برجر مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ جھپٹ پڑنے کے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

عمران نے چیف آفیسر کو ریوالور نکالتے دیکھا۔ لیکن دم بخود بیٹھا رہا۔

"اوہ....!" برجر کسی زخمی درندے کی طرح غرایا اور اس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ "ایک دن تو یہ ہونا ہی تھا۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں دیکھوں گا۔!"

"فی الحال یہاں سے اٹھو اور اپنے رہائشی کیبن میں چلو....!" چیف آفیسر نے سفاکی سے کہا۔

عمران کے چہرے پر خوف کے آثار تھے....! وہ سہمی ہوئی نظروں سے چیف آفیسر کی طرف دیکھے جارہا تھا۔

کیبن سے نکلتے نکلتے چیف آفیسر نے عمران سے کہا۔ "تم یہیں میرا انتظار کرو۔!"

"بب.... بہت اچھا....!" عمران نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا اور جب وہ دونوں باہر چلے گئے تو عجیب سا منہ بنا کر سر کھجانے لگا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک سی لہرائی۔

اُسے پندرہ منٹ تک چیف آفیسر کی واپسی کا منتظر رہنا پڑا تھا۔

وہ آیا اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چہرہ پُر سکون تھا۔ ایسا قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے جارحانہ موڈ میں تھا۔

"میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں....!" کچھ دیر بعد اس نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم مجھے ہی انچارج سمجھو....! میں نے برجر کو اس کے کیبن میں قید کر دیا ہے۔!"

"آپ نے بہت اچھا کیا جناب عالی....!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ "میں ڈسپلن کا بڑا

خیال رکھتا ہوں۔!"

"میں کبھی ایسا قدم نہ اٹھاتا.... لیکن مجھے شبہ ہے کہ برجر نے تم سے پہلے والے ریڈیو آفیسر کو قتل کر دیا ہے۔!"

"ارے باپ رے....!" عمران بوکھلا کر اٹھ گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ....!"

"مم.... میں جنابِ عالی....!"

"تمہیں ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آسکتا.... مطمئن رہو.... آہستہ آہستہ تمہیں سارے حالات سے آگاہ کر دوں گا۔ یہاں کوئی کسی پر اعتماد نہیں کرتا لیکن میں تمہیں قابلِ اعتماد سمجھتا ہوں۔!"

"میں آپ کا شکر گذار ہوں جنابِ عالی....!"

"وہ سیاہ فام جوزف کیسا آدمی ہے۔!"

"بس اُسے یہ بتانا پڑے گا کہ اب آپ کپتان ہیں.... اس کی وفاداری آپ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔!"

"کم از کم دو ایسے آدمی ضرور ہونے چاہئیں، جن پر اعتماد کر سکوں۔!"

"میری طرف سے مطمئن رہئے۔!"

"گڈ.... اب تم اپنے کیبن میں جاؤ.... اور جوزف کو یہ بتا کر میرے پاس بھیج دو کہ اب میں ہی کپتان ہوں۔!"



رات گئے کسی نے عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دی اور اس نے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔ "بھائی تم کیناڈا والے بھوت تو نہیں ہو۔!"

جواب میں اسے جوزف کی آواز سنائی دی تھی۔

اُس نے دروازہ کھولا اور جوزف آہستہ سے بولا۔ "وہ تمہیں بلا رہا ہے باس....!"

"کون....؟"

"چیف آفیسر....!"

"میں چل رہا ہوں.... برجر کی بیوی کا کیا ہوا....!"

"وہ بدستور وہیں ہے جہاں تھی.... اور مجھے وہ ناگوار ڈیوٹی بھی انجام دینی پڑی تھی۔!"

"چیف آفیسر کہاں ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"پہلے میری بات سن لو باس....!"

"بکو جلدی سے....!"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس چکر میں ہو.... لیکن یہ مہم جان لیوا بھی ہو سکتی ہے۔!"

"خاموش رہو....!"

"مجھے صرف تمہاری فکر ہے باس.... میرا کیا جس وقت چاہوں مر جاؤں۔!"

"میری اجازت حاصل کئے بغیر تو نے اگر مر جانے کا ارادہ بھی کیا تو ہمیشہ زندہ رہنے پر مجبور کر دوں گا۔!"

"وہ کیسے باس....؟"

"ایسی موت ماروں گا کہ تو بھوت بن جائے۔!"

"نہیں باس.... بد دعا نہ دو....!" جوزف کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ زندگی تو ہوتی ہے لیکن میں ایسی زندگی کو زندگی نہیں سمجھتا جس میں پی نہ سکوں۔!"

"میں نے پوچھا تھا چیف آفیسر کہاں ہے۔!"

"کنٹرول روم میں ہے اور مجھ پر بہت زیادہ مہربان ہے.... گوشت کا ایک ڈبہ بھی مجھے دیا تھا۔!"

"آہستہ بول....!"

"اب جاؤ.... باس.... وہ کوئی بڑی سازش کر رہا ہے۔!"

عمران کنٹرول روم میں پہنچا.... چیف آفیسر اس کا منتظر تھا۔ وہ اُسے ساتھ لے کر شراب نوشی والے کیبن میں آیا۔

"کتنا اداس لگ رہا ہے.... یہ کیبن....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مجھے بھی افسوس ہے۔!" چیف آفیسر نے کہا۔ "لیکن یہ اقدام ضروری تھا.... عملہ بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا۔!"

"لیکن اس اقدام سے فائدہ کیا ہوگا۔!"

"ٹھہرو.... بتاتا ہوں....!" چیف آفیسر نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

عمران کے اندازے کے مطابق وہ غالباً یہ دیکھنے گیا تھا کہ آس پاس کوئی موجود تو نہیں۔۔۔۔ واپسی پر اس نے بڑی احتیاط سے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

پھر اس نے اپنے لئے ایک بوتل کھولی تھی۔

"کیا یہ سچ ہے کہ تم نہیں پیتے۔۔۔۔؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں میں نہیں پیتا۔۔۔۔!"

"تفریحاً بھی نہیں۔!"

عمران سے نفی میں جواب پا کر بولا۔ "مجھے با اصول لوگ پسند ہیں۔ اُن پر کسی بھی معاملے میں اعتماد کیا جاسکتا ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ چیف آفیسر نے اپنے لئے ایک گلاس تیار کیا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔

"برجر۔۔۔۔ بہت بُرا آدمی ہے۔!" کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"وہ تو صورت ہی سے ظاہر ہے۔۔۔۔ لیکن اس کی بیوی حیرت انگیز ہے۔ اس کے ہونٹ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ جڑوا دیئے اور وہ اس کے ساتھ خوش ہے۔!"

"کیا اس نے تمہیں یہی بتایا ہے۔۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔۔ اور یہی نہیں بلکہ کبھی اسے محبوبہ کہتا ہے اور کبھی بیوی۔۔۔۔!"

"وہ جھوٹا ہے۔۔۔۔ نہ وہ اس کی بیوی ہے اور نہ محبوبہ۔۔۔۔ بلکہ اس جہاز کی مالکہ ہے۔!"

"خدا کی پناہ۔۔۔۔!"

"اسی جہاز میں کہیں لاکھوں ڈالر موجود ہیں اور ہم بھکاریوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کئی بار ہمیں عرب شیوخ کی خیرات پر گذارا کرنا پڑا ہے۔!"

"آخر ایسے نامعقول جہاز پر آپ لوگوں نے ملازمت کیوں جاری رکھی ہے۔!"

"ہم جائیں بھی تو کہاں جائیں۔۔۔۔ ہم سب بہت بڑے بڑے مجرم ہیں اور اپنے ممالک میں داخل نہیں ہو سکتے۔۔۔۔! کبھی اس جہاز پر۔۔۔۔ قاعدے کے لوگ بھی رہے ہوں گے۔ لیکن برجر آہستہ آہستہ انہیں الگ کر کے ان کی کمی ایسے ہی مجرموں سے پوری کرتا رہا ہے اور اب ایک بھی ایسا نہیں جس کا دامن داغ دار نہ ہو۔!"

"اس نے آخر ایسا کیوں کیا۔۔۔۔!"

"محض اسلئے کہ ہم سے زرِ خرید غلاموں کا سا سلوک کر سکے... ہم اسکے رحم و کرم پر تھے۔!"

"مالکہ کو ملا کر برجر کی گردن کاٹ دیتے۔!"

"اب یہی کرنا پڑے گا۔ لیکن اُس سے پہلے میں ان لاکھوں ڈالروں پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں جو اس نے ہمارے تن اور پیٹ کاٹ کاٹ کر جمع کئے ہیں۔ ہم کسی سے فریاد بھی تو نہیں کر سکتے۔!"

"واقعی چکر کی بات ہے.....!"

"اب ہم تینوں کو مل کر اس خزانے کو تلاش کرنا ہے۔!"

"برجر ہی کا گلا دبا کر کیوں نہ معلوم کریں۔!" عمران نے مشورہ دیا۔

"وہ بہت چیمڑ آدمی ہے.... تم اسے قتل کر دو لیکن اس سے اعتراف نہ کرا سکو گے۔!"

"چلئے تو پھر تلاش کریں۔!"

"اس وقت نہیں۔!"

"جیسی آپ کی مرضی.... میں پوری طرح آپ کا ساتھ دوں گا کیونکہ خواہ مخواہ اس مصیبت میں آپھنسا ہوں۔!"

"اور سنو ٹرانس میٹر خود اسی نے بیکار کر دیئے ہیں....! ریسیورز میں کوئی خرابی نہیں.... وہ بدستور کام کر رہے ہیں۔!"

"بات اب کچھ کچھ میری سمجھ میں آرہی ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"آجائے گی.... آجائے گی.... اور ہاں سنو.... چیف انجینئر کی بیوی سلویا سے ہوشیار رہنا.... بہت چالاک عورت ہے.... میرا خیال ہے کہ وہ دونوں بھی اس پر یقین رکھتے ہیں کہ برجر کا ذاتی سرمایہ جہاز ہی کے کسی حصے میں پوشیدہ ہے۔!"

"وہ تو سب ٹھیک ہے جناب! لیکن جہاز اگر کسی مصیبت میں پڑ جائے تو ہم کسی کو اپنی مدد کے لئے بھی نہیں بلا سکیں گے۔ اس لئے ٹرانس میٹر کا مسئلہ بھی جلد ہی حل ہونا چاہئے۔!"

"برجر کے علاوہ اور کوئی انہیں ٹھیک نہیں کر سکتا۔ وہ لاسلکی کا ایک ماہر انجینئر بھی ہے۔!"

"یہاں ابو نخلہ کی بندرگاہ پر بھی کوئی نہ کوئی ایسا آدمی مل جائے گا۔!"

"سنو دوست....! یہ بھی اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ ہمارے ہاتھ میں کوئی معقول رقم نہ ہو....! یہ کام مفت تو ہونے سے رہا۔ اگر یہاں بندرگاہ پر کسی کو معلوم ہو گیا کہ ہمارا

ٹرانس میٹر سسٹم ناکارہ ہے تو ہم یہاں سے لنگر نہ اٹھا سکیں گے۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے....!" عمران پُر تفکر لہجے میں بولا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو.... مجھے سمندر ہی کا باشندہ سمجھو.... میں جانتا ہوں کہ کب ہمارے لئے خطرہ ہے.... اور پھر یہ کام ہمیں یہیں ابو نخلہ میں سرانجام دینا ہے.... بس تم.... سلویا اور چیف انجینئر سے ہوشیار رہنا۔!"

"آپ بالکل مطمئن رہئے.... وہ میری ہمدردیاں حاصل نہ کر سکیں گے۔!" عمران نے کہا۔

"مجھے تم سے یہی امید ہے.... میں آنکھوں کی بناوٹ کے انداز سے معلوم کر سکتا ہوں کہ کون کیسا ہے.... تم ایمان دار آدمی ہو.... اور اب جو کچھ کرنے جا رہے ہو چند آدمیوں کی بہتری کے لئے ہے۔!"

پھر اس گفتگو کا اختتام اس طرح ہوا کہ کسی نے کیبن کے دروازے پر دستک دی۔

"دیکھو کون ہے....!" چیف آفیسر آہستہ سے بولا۔

عمران نے اٹھ کر دروازہ کھولا.... اور چیخ مار کر پیچھے ہٹ آیا۔

"کیا بات ہے....؟" چیف آفیسر بھی بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"بھھ.... بھوت....!" عمران کانپ رہا تھا۔

"بھوت نہیں.... جوزف جناب....!" دروازے کی طرف سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے.... اندر آؤ....!" چیف آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جوزف.... لاحول ولا قوۃ....!" عمران کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "بھائی تم رات کو سفید کپڑے نہ پہنا کرو.... خود تو تاریک پس منظر میں غائب ہو جاتے ہو.... اور سفید کپڑے نظر آتے رہتے ہیں۔!"

"کیا ہے.... کیوں آئے ہو....!" چیف آفیسر نے اس سے پوچھا۔

"چیف انجینئر کی بیوی.... مسٹر عمران کا انتظار ان کے کیبن میں کر رہی ہے۔!"

"اس کو یہیں بھیج دو....!" عمران بولا۔

"نہیں.... جاؤ.... دیکھو کیا کہتی ہے....!" چیف آفیسر نے کہا۔

"رات کو مجھے عورتوں سے بھی ڈر لگتا ہے۔!" عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم بھی چلو.....!"

"نہیں..... صرف تم جاؤ گے.....!" چیف آفیسر بھنا کر بولا۔

"ب... بہت اچھا!" عمران کی آواز کانپ رہی تھی اور جوزف اُسے حیرت سے دیکھے جارہا تھا۔

"بس جاؤ.....!" چیف آفیسر اٹھتا ہوا بولا۔

کیبن سے باہر نکل کر اس نے جوزف سے کہا۔ "تم میرے کیبن کے دروازے پر اُس وقت تک ٹھہرے رہنا جب تک کہ وہ چلی نہ جائے۔!"

"اوہ..... تو کیا باس تم سچ مچ عورتوں سے ڈرتے ہو.....!"

"تیری طرح سیاہ فام ہوتا تو ہرگز نہ ڈرتا..... تیری بوتلوں کا کیا ہوا.....!"

"میں نے چیف آفیسر سے صاف صاف کہہ دیا تھا..... وہ بھی مجھ پر مہربان ہے..... لیکن میری ڈیوٹی تبدیل کرنے سے انکار کردیا ہے..... خدا ایسی نوکری دشمن کو بھی نہ دلائے۔!"

سلویا دروازے ہی پر کھڑی ملی تھی۔

وہ دونوں کیبن میں آئے..... سلویا نے مڑ کر دروازہ بند کیا اور اُسے بولٹ کرتی ہوئی بولی۔

"میں نے تم سے مچھلی کے ڈبوں کا وعدہ کیا تھا لہٰذا مجھے اسی وقت آنا پڑا۔!"

"بہت بہت شکریہ.....! آج رات میں نے کچھ نہیں کھایا۔!"

"پاسولیا کا نشہ اُتر گیا.....!"

"وہ تو میں نے موسیو برجر کو خوش رکھنے کے لئے کیا تھا۔!"

"اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے..... کیا خیال ہے تمہارا.....!"

"معلوم نہیں.....!"

"چیف آفیسر اب تم سے بہت خوش معلوم ہوتا ہے۔!"

"کوئی شخص بھی مجھ سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتا۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو..... میں نے اتنی معصومیت کسی مرد کی آنکھوں میں نہیں دیکھی۔!"

"میرے بعض بے تکلف دوست مجھے آدھی عورت کہتے ہیں۔!"

"احمقوں کی سی باتیں نہ کرو.....!" وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی ہوئی بولی۔

"مم.... مگر.... ہاپ.... یعنی کہ.... مم.... مچھلیوں کے ڈبے۔!"

"اس تھیلے میں ہیں۔!"

"شش شکریہ.... کیا میں کھانا شروع کردوں.... بہت بھوکا ہوں۔!"

"ضرور کھاؤ....!"

عمران نے تھیلے سے ایک ڈبہ نکال کر اسٹول پر رکھتے ہوئے کہا۔"آپ بہت نیک دل خاتون ہیں۔!"

"میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔!"

"شش.... شکریہ....!"

ڈبہ کاٹ کر اس نے مچھلی کا ایک چھوٹا سا قتلہ نکالا اور منہ میں ڈال لیا۔

سلویا بولی۔"میرا شوہر بزدل ہے۔!"

"لل.... لیکن.... آپ تو کہہ رہی تھیں کہ اس نے آپ کے شوہر کو قتل کیا تھا۔!"

"وقتی جوش تھا.... میرے حصول کا بھوت سوار تھا.... سر پر۔ اب تو وہ اس سچویشن کو یاد کر کے بے ہوش ہو جایا کرتا ہے۔!"

"یہ تو کوئی اچھی علامت نہیں ہے کہ آدمی گذرے ہوئے واقعات کو یاد کر کے بے ہوش ہو جائے۔!"

"بہر حال....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔"مجھے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہے۔ اب تو اس میں اتنا دم خم بھی نہیں ہے کہ میری حفاظت ہی کر سکے۔ یہ میرا اپنا رکھ رکھاؤ ہے کہ اتنے بدمعاشوں میں گھری ہونے کے باوجود بھی محفوظ ہوں۔!"

"واقعی قابل پرستش ہیں آپ....!" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"خود بھی بدمعاش ہونے کے باوجود دوسروں کو بدمعاش کہہ سکتی ہیں۔!"

"مجھ پر طنز نہ کرو.... میں نے ایک بُرے آدمی سے پیچھا چھڑانے کیلئے قتل کی سازش کی تھی۔!"

"اس غصے کو اب ختم کیجئے.... میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مچھلی....!"

"تم بھی اس کا حوالہ نہ دینا.... جب تک میرے پاس اسٹاک موجود ہے تم پاسولیا نہیں کھاؤ گے۔!"

عمران نے اس پر صرف ٹھنڈی سانس لی تھی.... کچھ بولا نہیں تھا۔

وہ کچھ دیر بعد خواب ناک سی آواز میں بولی۔ "کیا میں کسی بھی معاملے میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں۔!"

"کک.... کیا.... مطلب....!"

"ڈرو نہیں... موجودہ شوہر کے قتل کا منصوبہ نہیں بنانا۔!" وہ کھنکتی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔

عمران نے پھر طویل سانس لی اور بولا۔ "خدا کا شکر ہے۔!"

"اچھا ایک بات بتاؤ.... کیا تمہیں برجز سے ہمدردی نہیں۔!"

"ہمدردی....؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ایسے آدمی کے لئے میرا کیا رویہ ہونا چاہئے جو ڈیڑھ ہزار روپے ماہانہ کا وعدہ کر کے لایا.... اور....!"

"اُسے فی الحال بھول جاؤ....!"

"پھر آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔!"

"اس نے ہمیں پناہ دی تھی۔!"

"چلئے.... میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں.... پھر....؟"

"چیف آفیسر اُس سے بھی بُرا آدمی ہے۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے....! ابھی کچھ ہی دیر پہلے وہ مجھے دھمکیاں دیتا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے برجز کی طرف داری کی تو گولی مار کر سمندر میں پھینک دوں گا۔!"

"پھر تم نے کیا کہا....!"

"میں کیا کہتا.... بے چوں وچرا اس کی ہاں میں ہاں ملانی پڑی۔!"

"اس نے عملے کی ہمدردی میں برجز کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا.... اس کی کچھ اور ہی وجہ ہے۔!"

"جہنم میں جائے.... میں ان لغویات میں سر نہیں کھپانا چاہتا۔!"

دفعتاً کسی نے دروازہ پیٹنا شروع کیا۔

"کون ہے....؟" عمران نے جھپٹ کر دروازے کے قریب پہنچتے ہوئے پوچھا۔

"بھھ.... بھھ.... بھوت....!" باہر سے جوزف کی آواز آئی تھی۔

عمران نے دروازہ کھولا اور دروازے کے ساتھ ہی ساتھ جوزف بھی اندر کی طرف کھسکتا ہوا بالآخر فرش پر جا پڑا۔

"ارے.... یہ تو بے ہوش ہو گیا....!" سلویا بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں دیکھتا ہوں....!" کہتے ہوئے عمران نے باہر جانا چاہا لیکن سلویا نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں....!وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "باہر مت جاؤ۔!"

اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور چٹخنی چڑھادی۔

"کیوں....؟ تم مجھے باہر کیوں نہیں جانے دیتیں۔!" عمران نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی اس کی موجودگی میں باہر نکلنے کی ہمت کر سکا ہو۔!"

"پلیز مجھے جانے دو.... میں نے آج تک کوئی بھوت نہیں دیکھا۔!" عمران بچوں کے سے انداز مین گھگھیایا۔

"تم کیسے آدمی ہو... پہلے اسکی خبر لو..!" سلویا نے جوزف کو دیکھ کر پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"مرنے کے بعد اسے بھی بھوت ہی بن جانا ہے لہٰذا اس کی خبر کیا لوں۔!"

"فضول باتیں نہ کرو....!"

وہ جوزف کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگی تھی۔!دفعتاً تیز قسم کی گھنٹی کی آواز سنائی دی اور پھر سناٹا چھا گیا۔

"یہ گھنٹی کیسی تھی۔!" عمران نے پوچھا۔

"دوسروں کو بھی خبردار کیا گیا ہے کہ....وہ باہر نہ نکلیں۔!"

"باقاعدہ قسم کا بھوت معلوم ہوتا ہے۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... بدستور جوزف کو ہوش میں لانے کی تدبیرین کرتی رہی۔

دفعتاً عمران اچھل پڑا۔

"یہ.... یہ.... سائرن کیوں....؟ ارے.... جہاز بھی حرکت میں آ گیا ہے۔!"

سلویا بھی سیدھی کھڑی ہو گئی تھی....اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائے جا رہی تھی۔!

گھنٹی پھر بجنے لگی تھی....اب عمران نے سلویا کے چہرے پر بھی خوف کے آثار دیکھے۔!

گھنٹی بجتی ہی رہی۔

"اسکا یہ مطلب ہے....!" سلویا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "خدا کی پناہ تو کیا.... لیکن۔!"

وہ دروازے کی طرف بڑھی.... لیکن پھر رک گئی اور مڑ کر بے بسی سے عمران کی جانب

دیکھنے لگی۔

عمران کا اندازہ تھا کہ وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہے لیکن وہ فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکا کہ وہ اداکاری کے جوہر تو نہیں دکھا رہی ہے۔

"کیا بات ہے....!" عمران نے بھی خوف زدہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔

"گھنٹی کی آواز....اور جہاز کی حرکت....!" وہ اس طرح بولی جیسے خود سے مخاطب ہو۔

"تم کس سے باتیں کر رہی ہو....؟"

وہ کچھ کہنے والی تھی کہ جوزف نے کراہ کر کروٹ لی.... پھر وہ دونوں تیزی سے اُس کے قریب پہنچے تھے۔ وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے....!" عمران نے اس کے شانے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"بھبھ.... بھوت....!"

"تو....یا میں....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

جوزف کے ہونٹ ہلے آواز نہ نکلی....اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

گھنٹی اب بھی بج رہی تھی.... عمران نے پھر دروازے کی طرف بڑھنا چاہا لیکن سلویا نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"احمق نہ بنو.... پہلے اس سے معلوم کرلو کیا بات تھی۔!" اس نے کہا۔

"اچھا تو مردود تو ہی بتا....!" عمران جوزف کو گھونسہ دکھاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"سفید.... سرتاپا سفید....!" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی۔ "یقین کرو.... جب وہ میرے پاس سے گذر رہا تھا تو اس کے جسم سے چنگاریاں اڑی تھیں....اور جہاز.... دیکھو.... یہ جہاز حرکت کر رہا ہے۔!"

"تو نے اُسے پکڑا کیوں نہیں۔!"

"بھبھ.... بھوت کو....؟"

"بکواس بند کرو.... میں دیکھوں گا بھوت کو....!" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف چھلانگ لگائی.... پھر جتنی دیر میں سلویا اس تک پہنچتی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل چکا تھا۔

چاروں طرف اندھیرا نظر آیا.... لیکن وہ بندرگاہ کی دور ہوتی ہوئی روشنیاں صاف دیکھ سکتا

تھا۔ دفعتاً وہ بڑی پھرتی سے لیٹ گیا اور سینے کے بل کھسکتا ہوا کنٹرول روم کی طرف بڑھنے لگا۔

صرف وہیں کا دروازہ کھلا ہوا تھا.... اور اندر کی روشنی باہر کے اندھیرے میں بڑا سا مستطیل بنا رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھتا رہا.... گھنٹی کی آواز اب بھی گونج رہی تھی۔

عمران کنٹرول روم کے قریب رک گیا۔ دروازے میں داخل ہونے سے پہلے اُسے روشنی میں آنا پڑا.... لہٰذا اگلا قدم سوچے سمجھے بغیر نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔!

مڑ کر دیکھا.... لیکن اندھیرے کے علاوہ اور کچھ نہ نظر آیا.... شائد سلویا کیبن سے نکلنے کی ہمت نہیں کر سکی تھی۔ اس کے انداز سے یہی معلوم ہوا تھا جیسے اتنی دیر تک گھنٹی بجتے رہنا اس کے لئے کوئی نئی بات ہو۔ گھنٹی کی آواز اس وقت ختم ہوئی تھی جب بندرگاہ کی روشنیاں نظر آنی بند ہو گئی تھیں۔ ساتھ ہی روشنی کا مستطیل بھی غائب ہو گیا تھا۔

عمران کھسک کر دیوار سے جالگا تھا.... اتنے میں کوئی دوڑتا ہوا اس کے قریب سے گذرا .... پھر کوئی دوسرا گذر ہی رہا تھا کہ عمران کی ٹانگ یونہی اندازے سے چل گئی اور دوسرا نہ صرف لڑکھڑایا بلکہ گرا بھی.... گرنے کی آواز خاصی وزن دار تھی۔

عمران نے اس پر چھلانگ لگائی.... ٹھیک اسی وقت سارے جہاز کی روشنیاں جاگ اٹھیں۔

"ارے.... ارے....!" عمران کے نیچے دبے ہوئے آدمی نے اُسے جھٹک دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

یہ چیف آفیسر تھا۔!

"مم.... معاف کیجئے گا جناب....!" عمران بوکھلا کر اٹھتا ہوا گڑگڑانے لگا.... "غغ.... غلطی ہو گئی۔!"

"گدھے ہو....!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا۔ "سارا کھیل بگاڑ دیا۔!"

"اب میں پاگل ہو جاؤں گا۔!" عمران نے اپنا سر پیٹ کر کہا۔ "میں تو اُس بھوت کو پکڑنے نکلا تھا۔!"

"تم پاگل ہی ہو چکے ہو....!" چیف آفیسر کا لہجہ غصیلا تھا۔ پھر اس نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "چلو میرے ساتھ....!"

وہ اُسے شراب نوشی کے کیبن میں لایا۔

"یہیں بیٹھو.... میں ابھی آیا....!" اس نے عمران کا شانہ تھپک کر کہا اور باہر نکل گیا....

عمران نے محسوس کیا کہ وہ کیبن کا دروازہ باہر سے بولٹ کر گیا تھا۔ اٹھ کر اس شبہے کی تصدیق بھی کر لی اور ٹھنڈی سانس لے کر کرسی کی طرف پلٹ آیا۔

شائد پانچ یا چھ منٹ بعد چیف آفیسر دوبارہ کیبن میں داخل ہوا تھا۔

"تم وہاں.... کیا کر رہے تھے....!" اس نے عمران سے پوچھا۔

"میں پاگل ہو گیا ہوں....!" عمران نے لہجے میں غصیلا پن پیدا کر کے کہا۔

چیف آفیسر ہنسنے لگا.... پھر اس کا شانہ سہلاتا ہوا بولا۔ "واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے.... میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ بھوت کا غلغلہ سنو تو باہر نہ نکلنا....!"

"میں نہ نکلتا لیکن حالات نے مجبور کر دیا۔!"

"کیسے حالات....؟"

"وہ نامعقول عورت..... مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔!" عمران نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں....؟ کیوں....؟" چیف آفیسر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

عمران نے سلویا کی کہانی شروع کر دی اور جوزف کے بے ہوش ہو جانے والے واقعے تک پہنچ کر خاموش ہو گیا۔

"کیوں....؟ آگے کہو.... پھر کیا ہوا....؟" چیف آفیسر مضطربانہ لہجے میں بولا۔

"کیا یہ ممکن نہیں کہ سلویا کا شوہر ہی بھوت بن کر موسیو برجر کا خزانہ تلاش کرنے نکلتا ہو۔!"

اس پر چیف آفیسر نے زوردار قہقہہ لگایا.... لیکن پھر سنجیدگی اختیار کرتا ہوا بولا۔ "ٹھہرو مجھے سوچنے دو....!"

عمران احمقانہ انداز میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا رہا۔

"سنو....!" چیف آفیسر کچھ دیر بعد بولا۔ "کیا تم وہاں دوڑتے ہوئے پہنچے تھے۔!"

"نہیں تو....! میں تو چوروں کی طرح رینگتا ہوا کنٹرول روم کی طرف آیا تھا۔!"

"لیکن میں نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنی تھی۔!" چیف آفیسر بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور مضطربانہ انداز میں ٹانگیں ہلانے لگا۔

"میں نے اُسے بھی ٹانگ مارنے کی کوشش کی تھی.... لیکن بچ گیا....!" عمران پُر مسرت لہجے میں چیخا۔!

"کیا....؟" چیف آفیسر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "خدا کے بندے مجھے بتاؤ وہ کون تھا....!"

"جناب عالی کیا میں نے آپ کو پہچان کر ٹانگ ماری تھی.... اتنے اندھیرے میں دیکھ سکتا تو کیا مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوتی۔!"

"اوہ.... تو تم اُسے نہیں دیکھ سکے تھے....!" اس نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "تمہارا شبہ غلط ہے.... سلویا اور اس کا شوہر اس وقت جہاز پر نہیں تھے جب سے بھوت نے نمودار ہونا شروع کیا ہے۔!"

"جہنم میں جائے....!" عمران اپنے بال نوچتا ہوا بولا۔ "پہلے میں اسے بحری یتیم خانہ سمجھتا تھا لیکن یہ جہاز تو خبیث روحوں کا اکھاڑہ معلوم ہوتا ہے۔!"

وہ ہنسنے لگا اور بولا۔ "ہو سکتا ہے اور وہ دوسرا آدمی تمہارا دوست جوزف رہا ہو....!"

"وہ تو بے ہوش پڑا تھا۔!"

"بہر حال وہ بھی تمہاری ہی طرح کا کوئی بے وقوف آدمی ہوگا۔!"

"لیکن.... یہ جہاز بندرگاہ چھوڑ چکا تھا۔!"

"میں تمہیں یہی تو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سب اُسی بھوت کا کارنامہ ہے۔!"

"کیا مطلب....؟" عمران چونک کر بولا۔

"میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک گھنٹی بجنے لگی.... اور جہاز حرکت میں آگیا.... یہ میری ذمہ داری تھی.... میں بھوت کی پرواہ کئے بغیر کنٹرول روم کی طرف بھاگا.... وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔!"

"لیکن پھر آپ وہاں سے نکل کر بھاگے کیوں تھے۔!"

"میں بہت زیادہ خائف ہو گیا تھا۔!"

"بقیہ لوگ کہاں ہیں....؟"

"اب وہ سب باہر آگئے ہیں....! گھنٹی بھوت کے نمودار ہونے کی علامت ہے۔! اُسے سنتے ہی کوئی بھی باہر ٹھہرنے کی ہمت نہیں کرتا۔!"

"گھنٹی کون بجاتا ہے....؟"

"گھنٹی.... اگر تم پورے جہاز میں کوئی ایسی گھنٹی تلاش کر دو جس کی آواز اس قسم کی ہو تو میں تمہیں سوڈالر انعام دوں گا۔!"

"تو کیا یہ گھنٹی بھی....؟"

"اس سے ایک عجیب کہانی وابستہ ہے.... کیناڈا کا وہ آدمی اسی جہاز کا ایک آفیسر تھا.... اس کے پاس ایک گھنٹی تھی.... جسے وہ روز شام کو بجا بجا کر رویا کرتا تھا.... اس کے بیان کے مطابق وہ گھنٹی اس کی محبوبہ کی تھی۔!"

"محبوبہ کی گھنٹی!" عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ "یہ تو کسی رومانی ناول کا نام بھی بن سکتی ہے۔!"

"ہے نا مضحکہ خیز بات....!" چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ "پتہ نہیں کہاں تک سچ ہے کہ اس کی محبوبہ اس وقت بڑے اچھے موڈ میں گا گا کر وہی گھنٹی بجارہی تھی جب اسے گولی لگی۔!"

"کیا وہ کسی محاذ پر گھنٹی بجارہی تھی۔!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں.... اپنے گھر میں.... دراصل کوئی اور بھی اُسے چاہتا تھا۔ جسے وہ لفٹ نہیں دیتی تھی۔ وہ جہازی آفیسر اس وقت اس کے پاس ہی موجود تھا.... اُس نے اُسے مرتے دیکھا۔ وہ مر گئی اور اپنی یادگار گھنٹی چھوڑ گئی.... لوگ کہتے ہیں کہ یہ اسی گھنٹی کی آواز ہے.... ایک شام اسی جہاز پر جب وہ گھنٹی بجا بجا کر رو رہا تھا پتہ نہیں سمندر کی سطح پر کیا دیکھا کہ چیخنے لگا.... میں آرہا ہوں.... میں آرہا ہوں.... اور پھر اس نے گھنٹی سمیت سمندر میں چھلانگ لگادی۔!"

"عقل مند تھا....!" عمران بحر حماقت میں غوطہ لگا کر بولا۔ "اگر گھنٹی چھوڑ گیا ہوتا تو پھر کون اُسے بجا بجا کر روتا۔!"

"تمہیں یقین نہیں آیا اس کہانی پر....!" چیف آفیسر نے کہا اور قہقہے لگانے لگا۔

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کم ان....!" چیف آفیسر بڑے رعب سے بولا۔

اندر آنے والا سیکنڈ آفیسر تھا.... اُسے دیکھتے ہی چیف آفیسر بولا۔ "بھوت نہیں چاہتا کہ جہاز ابو نخلہ میں ٹھہرا رہے۔ لہٰذا اس کی روانگی کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔!"

"لل.... لیکن جناب عالی....!" سیکنڈ آفیسر ہانپتا ہوا بولا۔ "ہمیں یہاں سے آگے جانا تھا،

پیچھے نہیں لوٹتا تھا۔!"

"کیا مطلب....؟" چیف آفیسر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"جہاز واپس ہو رہا ہے.... پھر مشرق کی طرف جا رہا ہے۔!"

"ناممکن....!"

"آپ خود چل کر دیکھ لیجئے۔!"

چیف آفیسر عمران سے مزید کچھ کہے بغیر کیبن سے نکل گیا.... سیکنڈ آفیسر بھی اس کے ساتھ ہی گیا تھا۔

عمران کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ سر ہلاتا ہوا اٹھ گیا۔

اُسے اپنے کیبن کا دروازہ کھلا ہوا ملا تھا.... جوزف ابھی تک وہیں تھا البتہ سلویا جا چکی تھی۔

"کک.... کیا ہوا باس....؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"بھوت کی لنگوٹی ہاتھ آتے آتے رہ گئی۔!"

"وہ لنگوٹی میں نہیں تھا باس.... سفید لبادہ....!"

"بکواس بند.... سلویا کہاں گئی۔!"

"اچھا ہوا چلی گئی.... وہ حرام زادی.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا ہوتا....!"

"باس وہ حراف مجھ سے کہہ رہی تھی کہ مجھے افریقہ کے سیاہ فام مرد بہت اچھے لگتے ہیں۔!"

"پھر تو نے کیا کہا۔!"

"میں نے کہا چلی جاؤ سفید چڑیل ورنہ میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا۔!"

"شاباش.... تو نر بچہ ہے.... خدا عمر میں برکت دے.... سفید چڑیلوں سے اکڑنا مناسب نہیں ہوتا.... یہ اُس وقت بہت محظوظ ہوتی ہیں جب تم ان کا غصہ خود اپنی ذات پر اتارو....!"

"مم.... مگر.... بھوت....!"

"تیرے حصے میں چڑیل آئی تھی.... لیکن بھوت میرا حصہ بھی لے گیا.... اچھا اے شب دیجور کے بچے اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"میں اپنے کیبن میں تنہا نہیں سو سکوں گا.... باس....!"

"میں ایک ایکسٹرا بوتل لائے دیتا ہوں، چپ چاپ کھسک جاؤ...."

"شراب میرے ذہن کو بیدار کرتی ہے.... سلاتی نہیں ہے۔!"

"اچھا تو میں خود ہی چلا جاتا ہوں....!"

"مجھے تنہا نہ چھوڑو باس....!"

"بھوت کی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے.... اب وہ کہیں آرام کر رہا ہو گا۔ تم بھی جا کر آرام کرو۔!"



دوسری صبح گہرے سمندر میں ہوئی تھی....! جہاز معمولی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

کچھ عجیب ماجرا تھا.... جوزف نے سنا اور بوکھلایا ہوا عمران کے کیبن کی طرف دوڑا.... پچھلی رات کسی نہ کسی طرح عمران اُسے اُس کے کیبن تک پہنچا آیا تھا۔

عمران کیبن میں موجود تھا اس لئے اُسے ریڈیو روم کا رخ کرنا پڑا.... عمران ریسیور کے ہیڈ فون کانوں پر چڑھائے نوٹ لے رہا تھا۔ جوزف کو دیکھ کر اُسے بیٹھنے کو اشارہ کر کے پھر لکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے ہیڈ فون اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔ "رات کیسی نیند آئی....!"

"صبح بخیر باس....! کیا ٹرانس میٹر کام کرنے لگے۔!"

"نہیں.... یہ ریسیور تو پہلے ہی آرڈر میں تھا۔!"

"تم بہت مطمئن نظر آرہے ہو باس....!" جوزف نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"وہ کسی عورت کا بھوت تھا....! میرے لئے سرخ گلاب اور تیرے لئے ٹاٹا چھوڑ گیا ہے۔!"

"دن میں بھوت کی باتوں سے مجھے زیادہ ڈر نہیں لگتا۔!" جوزف بدستور کھسیانی ہنسی ہنسے جا رہا تھا۔

"موسیو برجر کے کیا احوال ہیں....؟"

"کیبن باہر سے مقفل ہے.... اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کسی زخمی درندے کی طرح دہاڑنے لگتا ہے.... باس وہ خوف ناک آدمی ہے۔!"

"تیری چھٹی حس اس کے بارے میں کیا اطلاع دیتی ہے۔!"

"میرے خدا.... میں تو بھول ہی گیا....!" دفعتاً جوزف چونک کر بولا۔ "کیا تمہیں علم ہے

کہ اب ہم کہاں جارہے ہیں۔!"

عمران بُرا سامنہ بنا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سلویا ریڈیو روم میں داخل ہوئی۔

"ہیلو خوب صورت آدمی....!" اس نے جوزف کو مخاطب کیا....! لیکن عمران فوراً بول پڑا۔

"کیا میں واقعی خوبصورت ہوں....!"

اتنی دیر میں جوزف بھنا کر باہر جاچکا تھا۔

"یہ مسخرہ خود کو کیا سمجھتا ہے....!" سلویا نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"اس مسخرے کا خیال ہے کہ اگر اس کا بس چلتا تو اپنے باپ کے پیٹ سے پیدا ہونے کی کوشش کرتا۔!" عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تم کیا کر رہے ہو....؟"

"مجھے کیا کرنا چاہئے....؟ دن رات یہی سوچتا رہتا ہوں۔!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ جہاز واپس ہو رہا ہے۔!"

"کیا مطلب....!" عمران نے چونک پڑنے کی ایکٹنگ کی۔

"عملے میں دو پارٹیاں ہو گئی ہیں۔ ایک کہتی ہے کہ جہاز کا رخ موڑ لینا چاہئے۔ دوسری کہتی ہے کہ بھوت کی مرضی کے مطابق کام کیا جائے۔!"

"بھوت کی مرضی کے مطابق....!" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"کیا تمہیں علم نہیں....!"

"پہیلیاں نہ بجھاؤ.... کیا قصہ ہے۔!"

"پچھلی رات بھوت نے جہاز کا لنگر اٹھا کر اس کا رخ موڑا تھا اور جس سمت اُسے لگا دیا تھا اسی سمت چلا جارہا ہے۔!"

"تم مذاق کر رہی ہو....!"

"یقین کرو.... جس سے دل چاہے پوچھ لو....!"

"سوال یہ ہے کہ ہم کس سمت جارہے ہیں۔!"

"جنوب کی طرف....!"

"ناممکن....!"

"جاؤ کنٹرول روم میں جاکر کمپاس پر دیکھ لو.....!"

"خداوندا.....! کیا اب یہ یتیم خانہ پاگل خانے میں تبدیل ہو جائے گا۔!"

"برجر کبھی اس کی اجازت نہ دیتا۔!" سلویا نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"یہ خطرناک کھیل ہے..... ایسی صورت میں جب کہ ٹرانس میٹر بھی ناکارہ ہیں۔!" عمران کے لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

اتنے میں قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر مڑے۔ "چیف آفیسر ریڈیو روم میں داخل ہو رہا تھا۔!"

سلویا پر اس نے غضبناک نظریں ڈالی تھیں۔ اُس کے بعد عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "میں ریڈیو روم میں کسی کی موجودگی پسند نہیں کرتا۔!"

عمران نے جھپٹ کر سلویا کا ہاتھ پکڑا اور بولا۔ "آؤ تو پھر باہر چلیں۔!"

"تمہارے علاوہ.....!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"اچھا تو صرف تم ہی باہر چلی جاؤ.....!" عمران نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر مردہ سی آواز میں کہا اور جب وہ باہر چلی گئی تو چیف آفیسر کو آنکھ مار کر مسکرایا۔

"کیا بات ہے.....!" چیف آفیسر نے آہستہ سے پوچھا۔

"مجھے شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ اگر برجر آزاد ہوتا تو جہاز کو بھوت کے رحم و کرم پر ہرگز نہ چھوڑتا۔"

"اوہ..... اچھا.....!"

"کیا یہ حقیقت ہے جناب کہ جہاز کو بھوت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔!"

"یہ حقیقت ہے.....!" چیف آفیسر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا یہ عقل مندی ہے.....!"

"مجبوری ہے دوست.....! عملے کی اکثریت یہی چاہتی ہے لیکن تم اتنے پریشان کیوں ہو۔!"

"یاسولیا.....! میرے لئے بھوت سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہی ہے..... میں تبخیر معدہ کا مستقل مریض بن جاؤں گا۔!"

"ذرا صبر سے کام لو.....!"

"ابو نخلہ میں ہوتے تو شائد.... آج ہمارا کام بن جاتا.... شیخ آج واپس آگیا ہوگا۔!"

"اُسے بھول جاؤ.... شط العرب میں بھی یہ کام ہو سکے گا۔!"

"شط العرب....! کیا مطلب....؟ کیا اب یہ جہاز....!"

"ٹھیک ہے... یہ اس روٹ کیلئے چارٹرڈ نہیں ہے.... لیکن کیا کیا جائے.... مجبوری ہے۔!"

"خدایا... کیا میں یہ سمجھ لوں کہ یہ میرا آخری سفر ہے۔!"

"تم اتنے مایوس کیوں ہو....؟"

"یہ سب میرے لئے عجوبہ ہے....!"

"آج رات ہم برجر کا خزانہ تلاش کریں گے۔!"

"میں بہت زیادہ نروس ہوں جناب عالی.... فی الحال یہ کام میرے بس سے باہر ہے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا.... "بلاؤ اس عورت کو ریڈیو روم میں، میں قطعاً دخل نہ دوں گا۔!"

وہ بڑے غصے کے عالم میں ریڈیو روم سے گیا تھا۔!

عمران کچھ دیر تک منہ اٹھائے چھت کو گھورتا رہا۔ پھر خود بھی ریڈیو روم سے باہر آگیا۔



تین دن بعد جہاز خلیج فارس میں داخل ہوا اور عمران نے اسی صبح ریڈیو روم میں پہنچ کر محسوس کیا کہ وہاں کچھ ہوا ہے۔ فرش پر جگہ جگہ تیل کے تازہ دھبے تھے۔!

ان تین دنوں میں چیف آفیسر پر اس نے عجیب سی بدحواسی طاری دیکھی تھی۔ ایک آدھ بار عمران نے برجر کے خفیہ خزانہ کا تذکرہ بھی نکالا تھا۔ لیکن چیف آفیسر بڑی صفائی سے ٹال گیا تھا۔

سلویا اس سے برابر ملتی رہی تھی۔ وہ برجر کا ذکر ضرور نکالتی اور چیف آفیسر کے احمقانہ رویہ پر اظہار افسوس کرتی.... لیکن اس نے برجر کے خفیہ خزانے سے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔

اس وقت بھی جیسے ہی وہ ریڈیو روم میں داخل ہوا کسی طرف سے آدھمکی۔

"صبح بخیر.... بھولے شہزادے۔!" اس نے اُسے مخاطب کیا۔

"صبح بخیر محترمہ.... اب تو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم خلیج فارس میں داخل ہو رہے ہیں۔!"

"بھوت کی مرضی....!" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"اب خلیج فارس میں کہاں اینکر کریں گے۔!"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں....!"

"کیا میں اس جہاز کو بحری قید خانہ بھی نہیں کہہ سکتا۔!"

"کہہ سکتے ہو..!" وہ اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔"لیکن کیا اب تم بھی قیدی نہیں ہو۔!"

"قطعی نہیں....! جب کہو سمندر میں چھلانگ لگادوں لیکن پہلے میرے لئے ایک گھنٹی کا انتظام کردو.... جوزف نے مجھے اس قدر پریشان کردیا ہے کہ میں بھوت بننے کو بھی تیار ہوں۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... معلوم نہیں کیوں یک بیک فکر مند سی نظر آنے لگی تھی اور پھر مزید کچھ کہے سنے بغیر باہر چلی گئی۔

عمران نے حسبِ معمول ہیڈ فون کانوں پر چڑھائے اور کاغذ پنسل سنبھال کر بیٹھ گیا۔ پچھلے تین دنوں سے وہ ایک مخصوص وقت پر ریسیور ضرور استعمال کرتا تھا اور پنسل کاغذ پر چلتی ہی رہتی تھی۔

اِس وقت مشکل سے دس یا پندرہ منٹ گذرے ہوں گے کہ چیف آفیسر ریڈیو روم میں داخل ہوا۔

"کیا وہ ابھی آئی تھی....؟" اس نے پوچھا۔

عمران نے ہیڈ فون اتارے اور اس کی طرف دیکھ کر سر کو اس طرح جنبش دی جیسے پوچھ رہا ہو۔"کیا فرمایا جناب....!"

"میں پوچھ رہا ہوں کیا وہ ابھی یہاں آئی تھی۔!" چیف آفیسر کا لہجہ تلخ تھا۔

"آئی تھی....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"میں نہیں چاہتا کہ وہ ریڈیو روم میں داخل ہو....!" چیف آفیسر کہتا ہوا آگے بڑھا اور عمران نے وہ کاغذ الٹ کر رکھ دیا جس پر کچھ لکھتا رہا تھا۔

اس نے محسوس کیا کہ چیف آفیسر کی توجہ دراصل کاغذ ہی کی طرف تھی۔ کاغذ کے الٹتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا تھا۔

"آپ نے ایک بار اس کے سامنے بھی اپنے اس خیال کا اظہار کیا تھا پھر کیا اثر ہوا اس پر۔!"

"میں چاہتا ہوں کہ تم اُسے سختی سے منع کردو....!"

"میرے بس سے باہر ہے کہ میں کسی بات پر سختی سے منع کردوں.... مروت ہی مروت

میں تیس چالیس عورتیں میرے پیچھے لگ گئی ہیں۔!"

"شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں....!"

"شکلیں تو وہی دیکھا کرتی ہیں آئینے میں.... مجھے کیا ضرورت ہے.... میں تو فری تھنکر ہوں۔!"

دفعتاً چیف آفیسر نے ہاتھ بڑھا کر وہ کاغذ اٹھالیا.... اسے بغور دیکھتا رہا پھر عمران کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ "تم نے جو کچھ لکھا ہے اُسے ڈی کوڈ بھی کر سکتے ہو۔!"

"ڈی کوڈ کرنا.... ریڈیو آفیسر کے فرائض میں داخل نہیں۔!"

"پھر تم نے اسے کیوں نوٹ کیا ہے....؟"

"بیکاری کا مشغلہ.... اس جہاز پر تو مکھیاں بھی نہیں کہ انہیں سے جی بہلاؤں۔!"

"یہ کوڈ کہاں سے نشر ہوئے تھے۔!"

"معلوم نہیں....!"

چیف آفیسر نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا اور دوسری طرف دیکھنے لگا.... عمران کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرائی۔

دفعتاً چیف آفیسر بولا۔ "آج سے تمہاری چھٹی فی الحال ریڈیو روم میں آنا تمہارے فرائض میں داخل نہیں۔!"

"چھٹی کا مطلب میں نہیں سمجھا....!"

"آرام کرو....!"

"لیکن میں آرام کرنا نہیں چاہتا۔!"

"اچھا تو پھر ایک بہت بڑی ذمہ داری تم پر عائد کی جارہی ہے۔!"

"بڑی سے بڑی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن آرام کرنے کا سلیقہ مجھے نہیں۔!"

"یہ اچھی بات ہے....!" چیف آفیسر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"تو پھر میں یہاں سے چلا جاؤں....!" عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"اب اُس ذمہ داری کے متعلق گفتگو ہوگی.... جو تمہیں سونپی جانے والی ہے۔!"

"ہو جائے....!"

"تمہیں بر جر کے ساتھ بند کیا جائے گا۔!"

"تو یہ میری اپنی ذمہ داری ہو گی جناب عالی....!"

"نہیں اس خزانے کا راز اگلوانا ہے اس سے۔!"

"آج تک کا کھایا پیا وہ خود مجھ سے اگلوا لے گا.... آپ ایک بونے کے سر ذمہ داری ڈال رہے ہیں کہ وہ ایک دیو کے پیٹ میں اتر جائے۔!"

"تم اس پر یہ ظاہر کرنا کہ تمہیں یہ سزا اس کی طرف داری کرنے کی بناء پر ملی ہے۔!"

"اور میں بند رہوں گا اس کے ساتھ....!"

"ہاں....!"

"اس سے بہتر تو یہ ہو گا جناب عالی کہ آپ میرے ہاتھ میں بھی ایک گھنٹی تھما کر سمندر میں دھکا دے دیں۔!"

"سنجیدگی اختیار کرو دوست.... اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں اگر ہم اسے ڈھونڈ نکالنے کی کوشش نہ کریں گے، تو دوسروں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ اس نامعقول عورت نے سارے عملے کو اس راز سے آگاہ کر دیا ہے اور پھر کچھ تعجب نہیں کہ وہ خزانہ اس کے اپنے ذاتی کیبن ہی میں پوشیدہ ہو جہاں وہ نظر بند ہے۔!"

عمران فوری طور پر کچھ نہ بولا۔ البتہ چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار طاری کر لئے تھے۔

"چلو.... آؤ شاباش....!" چیف آفیسر اس کی پیٹھ تھپکتا ہوا بولا۔

وہ دونوں ریڈیو روم سے باہر آئے....اور برجر کے کیبن کی طرف چل پڑے۔

"آپ مجھ پر زیادتی کر رہے ہیں جناب عالی....!"

"سچ مچ تھوڑا ہی سزا دی جا رہی ہے.... تم پریشان کیوں ہو....!"

"کتنے دن بند رہنا پڑے گا۔!"

"جب تک کہ تم اس سے راز نہ معلوم کر لو....!"

"کم از کم مجھے سوچنے کی مہلت تو دیجئے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا اور اُسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

برجر کی بیوی کے کیبن سے جوزف برآمد ہو رہا تھا.... عمران کو گلیارے میں دیکھ کر رک گیا۔ عمران اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے اپنے کیبن کی طرف چل پڑا۔

جوزف جلد ہی وہاں پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے باس....؟ کچھ گھبرائے ہوئے سے لگ رہے ہو۔!"

"کوئی بات نہیں.... تو بتا.... کیا رہی....!"

"یقین کرو باس اس کے ہونٹ اسی طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے آپریشن کر کے انہیں ایک دوسرے سے پیوست کر دیا گیا ہو۔!"

"جب تم اس کے ہونٹ چیرنے کی کوشش کر رہے تھے تو اس پر کیا ردعمل ہوا تھا۔!"

"کچھ بھی نہیں....! میرا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے خلاف جدوجہد نہیں کی.... لیکن باس....!"

"لیکن کیا....؟"

"ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنے پورے وجود سے رو رہی ہو۔!"

"شاعری نہیں....!"

"پھر میں اس درد کو کن الفاظ میں بیان کروں جو میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔!"

"کاغذ پنسل لے گیا تھا....؟"

"اب پہلے کی طرح اندر نہیں جا سکتا....! آج ہی اچانک ایک آدمی میری تلاشی لے بیٹھا تھا۔ اس نے کاغذ پنسل اندر نہیں لے جانے دیا۔!"

"ہوں....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو جنبش دی۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ اپنے بارے میں کچھ لکھے گی۔!" جوزف نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر اس تک لکھنے کا سامان پہنچ سکے تو بہت کچھ لکھ سکے گی۔ لیکن جوزف یہ کیا کہ آج ہی انہیں جامہ تلاشی کا خیال آیا۔!"

"ہو سکتا ہے....! ہماری کل رات کی گفتگو کسی نے سن لی ہو۔!"

"اگر یہ بات ہے جوزف تو بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔!"

"میں ہر وقت چوکنا رہتا ہوں....! باس تم فکر نہ کرو.... پہلے میں مروں گا پھر تم پر کوئی آنچ آئے گی۔!"

"بس اب جاؤ....!"

"او کے باس....!"



اس رات عمران سونے کے لئے تو لیٹا تھا....! لیکن حقیقتاً سو جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ آج رات اس پر بھاری ہے۔ ریڈیو روم میں چیف آفیسر کا رویہ یاد آیا۔

کوڈ ورڈز میں جو پیغامات اس نے نوٹ کئے تھے چیف آفیسر انہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا اور اس کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے تھے۔ اس نے اس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ وہ ان پیغامات کو ڈی کوڈ بھی کر سکتا ہے یا نہیں۔

تقریباً گیارہ بجے کیبن کی روشنی گل ہو گئی.... اور گھنٹی کی وہی پر اسرار آواز سنائی دینے لگی جو بھوت کی آمد کا پیش خیمہ سمجھی جاتی تھی۔ عمران بستر چھوڑ کر دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا۔

ٹھیک اُسی وقت کسی نے دروازہ بھی پیٹنا شروع کر دیا.... اور وہ سلویا کی چیخیں سنتا رہا....

"کھولو.... دروازہ کھولو.... بچاؤ.... بچاؤ....!"

لیکن وہ دم بخود کھڑا رہا.... گھنٹی کی آواز.... دروازہ پیٹنے کی آواز اور.... سلویا کی چیخوں نے کچھ عجیب سے شور کی صورت اختیار کر لی تھی۔

وہ سب کچھ سنتا رہا لیکن ٹس سے مس نہ ہوا.... پھر اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے باہر دروازے کے قریب ہی کوئی دھم سے گرا ہو! اب نہ دروازہ ہی پیٹا جا رہا تھا اور نہ سلویا کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں.... صرف گھنٹی کی آواز برابر گونجے جا رہی تھی۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا.... اور ایک پیس منہ میں ڈال کر دھیرے دھیرے کچلنے لگا۔

آدھا گھنٹہ اسی طرح گذر گیا۔ پھر اچانک کیبن کا بلب روشن ہو گیا اور گھنٹی کی آواز بھی ختم ہو گئی۔

اس کے بعد عمران نے باہر کئی دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں اور پھر دوسری ہی طرح کا شور سنائی دینے لگا.... کچھ لوگ اس کے کیبن کے دروازے پر رکے تھے اور ایک بار پھر کیبن کا دروازہ پیٹا گیا۔

"کیا اب میں دروازہ کھول سکتا ہوں....!" عمران نے ڈری ڈری سی آواز میں پوچھا۔

"دروازہ کھولو....!" باہر سے چیف انجینئر کی دہاڑتی ہوئی سی آواز آئی۔

عمران نے دروازہ کھولا.... سلویا سامنے ہی بے ہوش پڑی تھی۔ چیف انجینئر نے جھپٹ کر

عمران کا گریبان پکڑ لیا اور حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "یہ کیا کیا تم نے۔!"

"مم.... میں نے.... میں نے تو دروازہ ہی نہیں کھولا تھا۔!"

"کیوں نہیں کھولا تھا....!"

"بھھ.... بھوت....!" عمران ہکلایا.... اتنے میں اس نے چیف آفیسر کی آواز سنی....!

"اس کا گریبان چھوڑ دو۔!"

"اگر وہ مر جاتی تو کیا ہوتا....!" چیف انجینئر نے عمران کے گریبان کو جھٹکا دے کر کہا۔

اُن دونوں کے درمیان تکرار شروع ہو گئی اور جب عمران نے دیکھا کہ وہ کسی صورت بھی گریبان چھوڑ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا تو بڑی پھرتی سے کسی قدر جھکا اور اُسے کمر پر لاد کر دور پھینک دیا۔ دو تین آدمی اس لپیٹ میں آگئے۔

سناٹا چھا گیا.... اب سلویا بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اس طرح پلکیں جھپکا رہی تھی جیسے سچویشن کو سمجھنا چاہتی ہو۔!

دفعتاً چیف آفیسر آگے بڑھا اور عمران کو اندر دھکیل کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔ "اندر سے چٹخنی چڑھا دو....!"

عمران نے چٹخنی چڑھا کر چیونگم کا ایک پیس منہ میں ڈالا اور باہر کی آوازیں سننے لگا۔ چیف انجینئر اور چیف آفیسر کے درمیان تیز تیز گفتگو ہو رہی تھی۔

پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے وہ سب وہاں سے جا رہے ہوں۔

دو تین منٹ بعد کسی نے دستک دی اور ساتھ ہی دروازہ کھولنے کو کہا بھی۔ آواز چیف آفیسر کی تھی.... عمران نے دروازہ کھول دیا.... وہ بڑی پھرتی سے اندر داخل ہوا تھا اور دروازے کو بولٹ کر دیا تھا۔ عمران متحیرانہ نظروں سے اُسے دیکھتا رہا۔

"یہ تم نے کیا کیا....؟" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "اس کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔!"

"میں صرف بھوتوں سے ڈرتا ہوں.... چیف انجینئر تو کیا کسی ہاتھی کو بھی اپنا گریبان پکڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔!"

"اس کے حمائتی تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔!"

"اُن سے کہہ دیجئے کہ آکر مجھے مار ڈالیں.... آخر وہ نامعقول عورت میرے پاس آتی ہی

کیوں ہے۔اس بار بھوت بھی چلا آیا تھا اس کے پیچھے پیچھے۔!"

"تمہیں دروازہ کھول کر اسے کیبن کے اندر کر لینا چاہئے تھا۔جب گھنٹی کی آواز سنی جاتی ہے تو کوئی بھی کسی کیبن میں پناہ لے سکتا ہے۔!"

"میں نے کان پکڑے ہیں جناب کہ گھنٹی کی آواز سن لینے کے بعد ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گا چاہے کوئی بھی آئے.... کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں.... پاسولیا سے پیچھا نہیں چھوٹنے پایا تھا کہ بھوت ڈیلی وزٹ پر آنے لگا۔!"

"مائی ڈیئر حوصلہ رکھو....!" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔"یہ نہ بھولو کہ ہمیں برجر کا خفیہ خزانہ تلاش کرنا ہے.... خدا کے لئے چیف انجینئر سے معافی مانگ لو.... اُس کے حمائتی ٹھنڈے پڑ جائیں گے.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا ہوگا....؟"

"برجر کا خزانہ ہم افراتفری کے عالم میں نہیں تلاش کر سکیں گے۔!"

"آپ فرماتے ہیں تو معافی مانگ لوں گا۔!"

"بہت بہت شکریہ! میرے اچھے دوست....!"



دوسری صبح عمران نے عملے کے سامنے چیف انجینئر سے معافی مانگ لی اور نہایت ادب سے بولا۔"میں بہت بے وقوف اور نیک آدمی ہوں.... لیکن چونکہ میرا سلسلہ نسب براہ راست چنگیز خان سے ملتا ہے اسی لئے کبھی کبھی غصے سے پاگل ہو جاتا ہوں.... ویسے مجھے یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ آپ کے پیر کی ہڈی ٹوٹی نہیں ہے.... بلکہ معمولی سی موچ آگئی ہے۔!"

"خاموش رہو....!" سلویا چیخی.... "معافی بھی مانگ رہے ہو اور تمہیں اس سے مایوسی بھی ہوئی ہے کہ ٹانگ کی ہڈی نہیں ٹوٹی۔!"

"میں مزید معافی چاہتا ہوں محترمہ.... چیف آفیسر صاحب نے پچھلی رات بتایا تھا کہ ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور میں نے سوچا تھا چلو چنگیزی غصہ ضائع نہیں ہوا۔!"

"تم بکواس کر رہے ہو....! یہ بھی غلط ہے کہ تم بھوت سے ڈرتے ہو.... پہلی رات کو میرے منع کرنے کے باوجود باہر نکل گئے تھے۔!"

"پہلے ہی عرض کر چکا ہوں محترمہ کہ چنگیز خان کی نسل سے ہونے کی بنا پر بے وقوف بھی ہوں۔!"

"کیوں خواہ مخواہ الجھ رہی ہو.....!" چیف انجینئر بولا۔ "اس نے معافی مانگ لی..... میرا دل صاف ہو گیا۔!"

"آپ نہیں سمجھ سکتیں محترمہ کہ پچھلی رات جب آپ دروازہ پیٹ رہی تھیں کس طرح میرا دل آپ کے لئے رو رہا تھا لیکن چیف آفیسر صاحب جو اب کپتان ہیں مجھے سختی سے منع کر چکے تھے کہ بھوت کی موجودگی میں ہرگز اپنے کیبن کا دروازہ نہ کھولوں.....!"

"ختم کرو!" چیف انجینئر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "میرا دل صاف ہو چکا ہے۔!"

پھر اس نے بیوی سے بھی کہا کہ وہ عمران سے مصافحہ کرے۔!

"میں تو نہیں کرتی.....!" وہ تنک کر بولی اور کھٹ کھٹ کرتی وہاں سے چلی گئی۔

"میں واقعی بہت بیوقوف ہوں.....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ایسی مہربان خاتون کو ناراض کر دیا۔!"

"تم فکر نہ کرو! تھوڑی دیر بعد اس کا غصہ اتر جائے گا۔!" چیف انجینئر اُس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

پھر جب عمران اپنے کیبن کی طرف جا رہا تھا۔ چیف آفیسر اسی جانب آتا نظر آیا..... اس نے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

"بڑا غضب ہو گیا.....!" وہ قریب ہو کر بولا۔

"ہاں وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہے۔!"

"اُسے جہنم میں جھونکو..... ابھی میں ریڈیو روم سے آ رہا ہوں۔!" چیف آفیسر ہانپتا ہوا بولا۔

"کیا ہوا ریڈیو روم میں.....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"بین الاقوامی پولیس کا ایک اسٹیمر ہماری تلاش میں ہے۔!"

"کیسے معلوم ہوا.....؟"

"میں نے تھوڑی دیر پہلے لائف بوٹ ٹرانس میٹر استعمال کیا تھا..... ایک میسج دینا تھا۔ اُسی فریکونسی پر بین الاقوامی پولیس کا پیغام ملا کہ ہم جس پوزیشن میں ہوں اُسے مطلع کریں۔!"

"آخر کیوں.....؟"

"بھوت.....!" چیف آفیسر دانت پیس کر بولا۔ "ابو نخلا سے پائلٹ کے بغیر جہاز کا برتھ

چھوڑ دینا معمولی بات تو نہیں.... ساری دنیا میں کھل بلی پڑ گئی ہو گی۔!"

"ارے باپ رے....!ہاں یہ بات تو ہے....!" عمران نے کہہ کر اپنے چہرے پر ہوائیاں اڑانی شروع کر دیں۔

"میں نے انہیں جہاز کی پوزیشن سے مطلع کر دیا.... ہم نے خاص طور پر تو کوئی جرم کیا نہیں ہے کیا وہ خود نہیں سوچ سکیں گے کہ برتھ سے جہاز ہٹا کیسے....!"

"ہاں.... آں.... یہی تو میں بھی سوچ رہا تھا۔!"

"تم جانتے ہو کہ برجر ہماری قید میں ہے.... انٹرپول والے ضرور ہم تک آ پہنچیں گے.... ہو سکتا ہے اس جہاز پر بھی آئیں.... میں نہیں چاہتا کہ برجر عین اس وقت غل غپاڑا مچادے، جب وہ لوگ جہاز پر موجود ہوں۔!"

واقعی بڑی خطرناک بات ہو گی....اگر ایسا ہوا۔!"

"لیکن تم اور جوزف اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہو۔!"

"وہ کس طرح....!"

"ہم تمہیں بالکل اسی طرح برجر کے کیبن میں دھکیل دیں، جس طرح اُسے دھکیلا تھا اور تم دونوں اس پر یہ ظاہر کرو کہ ہم نے تمہارے ساتھ یہ رویہ اسی لئے اختیار کیا ہے کہ تم برجر کے ہمدرد تھے۔ دیکھو بات جوزف کی سمجھ میں آگئی ہے اور وہ اس پر تیار ہے۔!"

"اگر وہ تیار ہے تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے! آپ شوق سے ہم دونوں کو بند کر دیجئے! لیکن جب بین الاقوامی پولیس جہاز پر پہنچ جائے تو مجھے کسی نہ کسی طرح اس کی اطلاع ہو جانی چاہئے تاکہ برجر کو قابو میں رکھا جا سکے۔!"

"میرے دوست....!تم میری توقع سے بھی زیادہ سمجھ دار نکلے۔!" چیف آفیسر اس کا شانہ تھپک کر پر مسرت لہجے میں چیخا۔

اس کے بعد وہ دونوں برجر کے کیبن میں دھکیل دیئے گئے۔ برجر اپنے بستر پر چت پڑا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر اٹھ بیٹھا.... چند لمحے انہیں حیرت سے دیکھتا رہا پھر مغموم لہجے میں بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم دونوں میری وجہ سے تکلیف اٹھا رہے ہو۔!"

"میں تم پر اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں موسیو برجر....!" عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر

غصیلے لہجے میں کہا۔

"آخر کیا ہوا....؟"

"مجھ سے سنو....! باس....! ہم دونوں نے تمہاری طرف داری کی تھی لہٰذا انہوں نے ہمارے ساتھ یہ برتاؤ کیا....!" جوزف نے کہا اور کنکھیوں سے شراب کی الماری کی طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔ "اب میں سوچ رہا ہوں کہ تمہاری بیوی کی ناک میں ٹیوب کون چڑھائے گا۔!"

"میں اس کے لئے بہت مغموم ہوں....!" برجر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک بے حد نرم دل اور نرم گفتار آدمی ہو، اپنی پچھلی شخصیت کی پرچھائیں بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"اب ہم کہاں ہیں....؟" اس نے تھوڑی دیر بعد مردہ سی آواز میں پوچھا۔ اس پر عمران نے اُسے ابوتخلہ سے روانگی کی کہانی سنائی اور اس کے چہرے پر اچانک تازگی کے آثار نظر آنے لگے۔! پھر وہ چہک کر بولا۔ "تم دیکھنا یہ سب تباہ کر دیئے جائیں گے....اس جہاز پر آج تک کسی سے ناانصافی نہیں ہوئی.... وہ عظیم روح انہیں ضرور سزا دے گی۔ خلیج فارس میں داخلے کا مطلب موت ہے۔!"

"مم.... مطلب نہیں سمجھا.... میں....!" عمران ہکلایا۔

"بس دیکھ لینا.... نہ مجھے کوئی گزند پہنچے گا اور نہ میرے حمائتیوں کو....!"

چیف آفیسر نے عمران کو بتایا تھا کہ جب بین الاقوامی پولیس کے لوگ جہاز پر پہنچ جائیں گے تو برجر کے کیبن کا دروازہ تین بار کھٹکھٹا دیا جائے گا۔ اس وقت سے اس وقت تک انہیں بہت زیادہ محتاط رہنا پڑے گا۔ جب تک کہ دوسری بار دو مرتبہ دروازہ نہ کھٹکھٹایا جائے۔!

"کیا تمہیں چھ بوتلیں یومیہ ملتی رہی تھیں....!" برجر نے جوزف سے پوچھا۔

"نہیں باس!" جوزف روہانسا ہو کر بولا۔ "وہ بے درد مجھے صرف ایک بوتل دیتے تھے۔!"

"یہ سب تمہاری ہیں....!" برجر نے شراب کی الماری کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میں تم دونوں کو مالا مال کر دوں گا.... اور کبھی تمہیں مجھ سے شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔!"

ایک گھنٹے بعد عمران نے دروازے پر تین دستکیں سنیں اور برجر کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب....؟" برجر بڑبڑایا۔

"ہوگا کچھ....!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔"اب وہ شریف لوگ ہمیں چڑھا رہے ہیں۔!"

"میں سمجھتا ہوں.... سب سمجھتا ہوں۔!"

"آپ کیا سمجھتے ہیں جناب عالی....!"

"مجھے تم پر اعتماد ہے.... میں جانتا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں....! آؤ میرے ساتھ....!"

وہ عمران کو ساتھ لے کر بغلی کیبن میں داخل ہوا.... یہاں چاروں طرف الماریوں میں فائیل اور رجسٹر چنے ہوئے تھے....! ایک لکھنے کی میز تھی جس کے گرد دو تین کرسیاں پڑی ہوئی تھیں....! اس نے میز پر سے کاغذات ہٹا دیئے پھر نیچے ہاتھ لے جا کر نہ جانے کیا کیا کہ میز کی اوپری سطح بائیں جانب کھسکتی چلی گئی۔!

"مائی گاڈ....!" عمران اچھل پڑا.... میز کی سطح کے پورے رقبے میں ڈالر اور پونڈ کے نوٹوں کی گڈیاں لگی ہوئی تھیں۔

"دیکھا تم نے....!" برجر ہنس کر بولا۔ "یہ میری دولت کا صرف دسواں حصہ ہے۔!"

"بڑی خوشی ہوئی جناب عالی....!" عمران نے کہا۔"اس اعتماد کے لئے آپ کا شکر گذار ہوں.... جی ہاں ان لوگوں کو شبہ ہے کہ آپ بہت بڑی دولت چھپائے بیٹھے ہیں.... اور انہیں پاسولیا کھلا رہے ہیں۔!"

برجر نے میز کو پہلی ہی حالت میں کر دینے کے بعد عمران کو دوسرے کیبن میں چلنے کا اشارہ کیا۔

عمران نے اپنے چہرے پر ایسے تاثرات قائم کر رکھے تھے جیسے حیرت اور خوف کے سمندر میں ڈبکیاں لگا رہا ہو۔ برجر نے پہلے والے کیبن میں پہنچ کر اس سے کہا۔"اب تم دونوں مجھے بے بس کر کے ایک کرسی سے جکڑ دو گے اور انہیں بتاؤ گے کہ تم نے جہاز والوں کو پاسولیا سے نجات دلادی ہے۔! تم نے میری دولت پر قبضہ کر لیا ہے۔!"

"یہ کبھی نہیں ہوگا مجھ سے.... کبھی نہ ہوگا۔!"

"تم احمق ہو.... اس کے علاوہ میری رہائی اور کسی طرح نہیں ہو سکے گی۔! پھر بس ایک بار تم مجھے اس کیبن سے نکلنے دو.... میں ایک ایک کو دیکھ لوں گا اور تم دونوں زندگی بھر میری آنکھوں کے تارے بنے رہو گے۔! تمہیں یہ کرنا ہے لیکن ابھی نہیں.... رات کو....!"

عمران مسمسی صورت بنائے بیٹھا رہا۔

رات کے تقریباً آٹھ بجے اور اُس نے دونوں ہاتھوں سے کیبن کا دروازہ پیٹنا اور چیخنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد چیف آفیسر کی آواز سنائی دی اور عمران حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "دوبار دستک دینے کے بعد دروازہ کھول دینا چاہئے تھا.... یہ کیا زیادتی ہے۔!"

"اب تمہیں دوسرا کام کرنا ہے....!" باہر سے چیف آفیسر کی آواز آئی۔ "اُسے بے بس کئے بغیر تم باہر نہیں نکل سکو گے۔!"

"وہ تو میں کر چکا.... دروازہ کھولو.... اور دیکھ لو.... موسیو برجر کرسی سے جکڑے بیٹھے ہیں اور سیاہ فام جلاد ان کے سر پر مسلط ہے۔!"

پھر دروازہ کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ برجر کو کرسی سے بندھے دیکھ کر چیف آفیسر نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں.... اور برجر دہاڑا۔ "لے جاؤ.... سب لے جاؤ.... اور مجھے گولی مار دو.... پھر میں دیکھوں گا کہ تم سب کہاں جا کر غرق ہوتے ہو۔!"

عمران نے چیف آفیسر کو اپنے ساتھ دوسرے کیبن میں لے جا کر میز میں چھپا ہوا خزانہ دکھایا اور بولا۔ "میں نے اُسے دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے نہ بتایا تو تمہاری بیوی کے ہونٹ کھول دونگا۔!"

"تم واقعی بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو.... لیکن برجر کی دھمکی بے حد خوف ناک تھی۔ ہم اس کے سائے ہی میں پھل پھول سکتے ہیں.... ورنہ میں تو کبھی کا اُسے ختم ہی کر چکا ہوتا۔!"

پھر ذرا ہی دیر میں کچھ عجیب سا واقعہ عمران کے پیش نظر تھا۔

چیف آفیسر برجر کے سامنے غلاموں کے سے انداز میں ہاتھ باندھے کھڑا کہہ رہا تھا۔ "تم ہم سبھوں کے باپ ہو....! اگر میں یہ نہ کرتا تو عملہ سارے آفیسروں کو پھاڑ کھاتا.... اے ہم سب کے باپ تم جانتے ہی ہو کہ ان میں سے کسی کا بھی دامن صاف نہیں ہے۔!"

"اچھا تو اب مجھے کھولو تو حرام خورو....!" برجر حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "یہ میں نے تمہارے لئے ہی بچا کر رکھ چھوڑا تھا.... پتہ نہیں کب کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑے.... پاسولیا حلق سے نہیں اترے گی حرام خوروں کے۔!"

اور پھر عمران نے دیکھا کہ برجر کھول بھی دیا گیا۔

"باس یہ تو کچھ بھی نہ ہوا....!" جوزف نے عمران کے کیبن میں پہنچ کر مایوسی سے کہا۔

"اور وہ بین الاقوامی پولیس کیا جھک مار کر چلی گئی۔!"

"چیف آفیسر صاحب فرمارہے تھے کہ انہوں نے بین الاقوامی پولیس کو مطمئن کر دیا ہے وہ جھک مار کر چلی گئی۔ اس کا اسٹیمر نظر آتے ہی جہاز روک دیا گیا تھا۔ اب کھیل تو اب دیکھے گا تو ان لوگوں نے ابھی بھوت دیکھا ہی نہیں ہے۔!"



دوسری صبح جہاز خلیج فارس کی بندرگاہ کشکول سے لگ رہا تھا۔ عمران جوزف کو اس کے کیبن سے اٹھالایا اور بڑی تیزی سے وہ دونوں ریڈیو روم میں داخل ہوئے۔ عمران نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھادی اور جوزف سے بولا۔ "آج تیری پھرتی اور چالاکی کا امتحان ہے۔۔۔ یہ دیکھ یہ لائف بوٹ ٹرانس میٹر ہے اس کے دونوں اطراف لگے ہوئے ہینڈلوں میں سے ایک کو الٹا گھمانا ہے اور ایک کو سیدھا۔ یہ کام بیک وقت ہونا چاہئے۔!"

جوزف نے اپنی صلاحیت کا مظاہرہ شروع کیا اور عمران فارسی میں ایک پیغام ٹرانس مٹ کرنے لگا۔ ریسیور کا ہیڈ فون اس نے کانوں پر چڑھا رکھا تھا۔ اس کام کو دس منٹ کے اندر ہی اندر ختم کر کے وہ جوزف سے بولا۔ "جاؤ اب آرام کرو۔!"

"جوزف ان لوگوں میں سے تھا جو صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں چپ چاپ اپنے کیبن میں چلا گیا اور عمران نے ریڈیو روم بند کر کے اپنے کیبن کی راہ لی۔

جہاز نے جیسے ہی لنگر ڈالا ایک فوجی دستہ جہاز پر چڑھ آیا۔۔۔ ہر فوجی کے ہاتھ میں آٹومیٹک اسلحہ تھا۔ عملے میں کھلبلی پڑ گئی۔۔۔۔! برجر دہاڑنے لگا۔ "کیا بات ہے یہ کیا ہو رہا ہے۔!" عمران اس کے قریب ہی کھڑا تھا مسکرا کر بولا۔ "بھوتوں سے دوستی کا یہی انجام ہوتا ہے۔!"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔۔!"

جواب میں عمران کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور وہ حیرت سے پلکیں جھپکاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اتنے میں عمران نے دستے کے انچارج سے کہا۔ "ہیچز کی نگرانی کرو۔!"

"بہت اچھا۔۔۔ آغا۔۔۔!" آفیسر نے کہا اور سپاہیوں کو حکم دینے لگا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔۔۔۔!" برجر پھر عمران پر جھپٹ پڑا۔ فوجیوں نے دخل دینا چاہا لیکن جوزف بیچ میں آتا ہوا بولا۔ "آخری۔۔۔۔ ناچ ناچے بغیر اگر میرا باس سو گیا تو ڈراؤنے خواب اُسے

ستائیں گے۔ تم لوگ دخل نہ دو۔!"

برجر کسی غضب ناک شیر کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا تھا۔ لیکن عمران کنائی کاٹ کر اُس کے جبڑے پر دوسرا گھونسہ جڑ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جہاز کا سارا عملہ حلق پھاڑ پھاڑ کر اسے گالیاں دے رہا تھا۔ لیکن فوجیوں کے آگے بے بس تھا۔

برجر تیورا کر گرا اور دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے پڑا ہی رہ گیا۔

"اب کیا آپ کو بھی کچھ بتاؤں چیف آفیسر صاحب....!" عمران چیف آفیسر کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم سب نے مل کر مجھے بے وقوف بنایا تھا۔ پہلی رات....! جب آپ کا بھوت نمودار ہوا تھا تو وہ محض ریہرسل تھی لیکن میں نے اسی رات کو اندازہ لگا لیا تھا کہ بھوت کون ہے.... آپ نے مجھے دکھانے کے لئے بھوت کو دن میں ہی قید کر دیا تھا۔ یہ سارا ڈرامہ محض اس لئے کیا گیا کہ میں اور جوزف اس جہاز میں موجود تھے۔ تمہارے لئے بالکل اجنبی۔ تمہارا جہاز میری بندرگاہ سے سیل نہ کر سکتا کیونکہ اس پر ریڈیو آفیسر نہیں تھا۔ تمہیں ریڈیو آفیسر مل گیا جو بالکل غیر ضروری تھا۔ اس سفر کے بعد تم مجھے میرے ملک میں اتار کر کوئی اور انتظام کر لیتے.... اپنے اعتماد کا کوئی آدمی حاصل کرتے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا....!" چیف آفیسر بھنا کر بولا۔ "سب کچھ برجر جانے۔!"

"اچھا تو برجر صاحب....! اب آپ ہی سنئے۔!" عمران برجر کی طرف مڑا۔ وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ عمران چند لمحے اُسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "یہ جہاز یونان کا نہیں ہے ترکی کا ہے۔ اور وہ بیچاری بیوہ اس کی مالکہ ہے.... جس کے ہونٹ تم نے جڑوا دیئے ہیں۔ ہونٹ اس لئے جڑوا دیئے ہیں کہ وہ صرف کاغذات پر دستخط کر سکے زبان سے کچھ نہ کہہ سکے تم اس کی جرأت نہیں کر سکتے کہ کبھی ترکی کے ساحل سے بھی لگ سکو.... میں بہت عرصے سے تمہاری تاک میں تھا۔ اس بار تمہارا ریڈیو آفیسر جب میرے شہر میں رنگ رلیاں مناتا پھر رہا تھا میں نے اُسے پکڑ والیا پھر تمہارے پیچھے لگا اور تمہاری اس عادت سے فائدہ اٹھایا کہ تم دھول دھپے کی صورت میں کمزور کی حمائت کرنے کھڑے ہو جاتے ہو۔ اس رات ٹپ ٹاپ کلب میں میں نے اسی لئے گانے والوں سے چھیڑ چھاڑ کی تھی کہ وہ مجھے مار ڈالنے پر آمادہ ہو جائیں اور تم میری حمائت کرو اب کیا خیال ہے۔!"

"تم دھوکے باز ہو ذلیل کمینے۔!" برجر نے دہاڑ کر پھر آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن فوجیوں نے اُسے جکڑ لیا۔ اتنی دیر میں جوزف کے علاوہ سارا عملہ ہتھکڑیاں پہن چکا تھا۔ عمران نے ہنس کر کہا۔ "تم سب نے مل کر مجھے الو بنانے کی کوشش کی تھی.... چیف آفیسر نے تمہیں قید کیا اور تم اسی رات بھوت بن کر ریہرسل کرنے نکلے۔ ابو نخلہ سے بھوت جہاز لے بھاگا.... لیکن موسم والے ریسیور میں کوڈ ورڈز میں جہاز کے لئے برابر پیغامات وصول کر تا رہا تھا اور انہیں ڈی کوڈ بھی کرتا رہا تھا۔ اس پر مجھے بڑی محنت کرنی پڑی تھی کیونکہ یہ تمام اپنا اختراع کردہ کوڈ تھا۔ کہیں سے تمہیں ہدایت مل رہی تھی کہ تمہیں جہاز کو کہاں کس پوزیشن پر لے جانا ہے اور پھر جب تم اُس پوزیشن پر پہنچنے والے ہوئے تو مجھے انٹرپول کی کہانی سنا کر تمہارے کیبن میں بند کر دیا گیا تاکہ جو جہاز ایک سازشی ملک سے اسلحہ لے کر آرہا ہے وہ اس اسلحے کو تمہارے جہاز میں منتقل کر سکے۔ اُدھر تمہارے ہیچز میں اسلحہ منتقل ہوتا رہا اور دوسری طرف مجھے اپنا خزانہ دکھاتے رہے۔ اسلحہ منتقل ہو چکا۔ رقم چیف آفیسر کے ہاتھ آئی اور تم رہا ہو گئے۔ تم پھر وہی کپتان کے کپتان کسی کو کسی سے گلا نہیں میں اور جوزف اس سے لاعلم رہے کہ اس ڈرامے کے دوران میں باہر کیا ہو گیا۔ ہوئی نا پکی بات اور اب تم یہ اسلحہ کشکول کی بندرگاہ پر باغیوں کے حوالے کر دیتے جو اندر ہی اندر ہمارے دوست ملک کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ میرے ملک کے مفاد کے خلاف ہوتا اس لئے تمہارے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں نظر آرہی ہیں۔!" عمران چند لمحے خاموش رہا پھر ہنس کر بولا۔ "تم نے اس جہاز کو بحری یتیم خانہ اس لئے بنا رکھا تھا کہ ساری دنیا میں اس کی مفلسی کی شہرت ہو جائے اور کوئی یہ سوچ بھی نہ سکے کہ یہ جہاز اسلحہ کی اسمگلنگ کرتا ہو گا۔ اس سلسلے میں تمہارا عملہ عرب شیوخ سے بھیک بھی مانگتا رہا ہے۔

دفعتاً جوزف جیسا سنجیدہ آدمی بے ساختہ ہنس کر بولا۔ "تم نے ٹھیک ہی کہا تھا باس کہ یہ لوگ بھوت تو اب دیکھیں گے۔!"

جہاز کے ہیچز سے اسلحہ برآمد کیا جا رہا تھا۔

﴿ختم شد﴾